عبدالرشید عراقی

تاریخ نزول قرآن

عبدالرشید عراقی

مکتبہ قاسم العلوم

نام کتاب

تاریخِ نزولِ قرآن

مصنف

عبدالرشید عراقی

اہتمام ———— ملک اسد علی قاسمی
مطبع ———— گنج شکر پریس
ناشر ———— مکتبہ قاسم العلوم

ڈسٹری بیوٹرز

ملک اینڈ کمپنی

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، پاکستان
042-37231119 , 0321-4021415

انتساب

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

پروفیسر حافظ عبدالستار حامدؔ
امیر صوبہ پنجاب مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان
کے نام

عبدالرشید عراقی

فہرست

عرضِ ناشر

اے مالک کائنات ہم تیرے نام سے آغاز کرتے ہیں، تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں درود پیش کرتے ہوئے ان کی شفاعت کے طلبگار ہیں۔

ایک مدت سے میرے تمنا تھی کہ کوئی ایسی کتاب ہو جس سے قرآن عظیم کے متعلق بھرپور معلومات ملیں اور اس کا حجم بھی بہت کم ہو، تشنہ گان علم کا بھی اصرار تھا اور محبان قرآن کی خواہش بھی۔ اللہ کے احسان اور رحمت سے ''تاریخ نزول قرآن'' آپ کے ہاتھ میں ہے جس میں قرآن کے نزول کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ نزول قرآن کے متعلق تمام معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اس کی ضرورت ہر گھر کے لئے ہے سکول اور مدارس کے طلبا و طالبات کے لئے بھی مفید ہو گی۔

تیاری کے تمام مراحل میں انتہائی احتیاط سے کام لیا گیا ہے، لیکن اگر دورانِ طباعت یا انسانی فطرت کے تحت کوئی غلطی رہ گی ہو تو اس کی نسبت ہماری طرف سمجھ کر مطلع کیا جائے تا کہ اس کو درست کر لیا جائے اور اس کتاب کی تمام تر خوبیاں سوا اللہ کی رحمت اور احسان کے کچھ نہیں ہے۔

خادمِ قرآن
ملک اسد علی قاسمی

قرآن مجید کا تاریخی اعجاز

قرآن کا سب سے بڑا تاریخی معجزہ یہ ہے کہ ۲۳ برس کی تعلیم میں ایک ان پڑھ اور جاہل قوم کو دنیا کی عالم ترین اور متمدن قوم بنا دیا۔ جس کی عظمت نے دنیائے قدیم کے دونوں باز وقیصر و کسریٰ کو توڑ دیا۔ ۴۰ برس کی مدت میں جب خلافت راشدہ کا دور ختم ہوا۔ قرآن کے ماننے والوں نے جو بحر ہند کے دہانہ سے لے کر بحرہ اطلانتک کے ساحل تک پھیلے ہوئے تھے۔ دنیا کی کایا پلٹ دی۔ (علامہ سید سلیمان ندوی)

قرآن اور تاریخ

قرآن نہ فلسفہ کی کتاب ہے نہ تاریخ کی لہٰذا قرآن کا مطالعہ ایک تاریخی تصنیف کے طور پر کرنا فائدہ مند نہیں ہوگا۔ قرآن بنیادی طور پر دعوت وتذکیر کی کتاب ہے۔ جو دین ودنیا میں انسانوں کو راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ (ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر)

علامہ اقبال نے فرمایا

حرم پاک بھی ایک اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

احکام ترے حق ہیں، مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پازند

اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
جس نے مومن کو بنایا مہ دپیرویں کا امیر

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

جانتا ہوں میں یہ امت حامل قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندہ مومن کا دیں

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

مکی سورتیں ۸۶

مدنی صورتیں ۲۸

کل سورتیں ۱۱۴

کل آیات ۶۲۳۶

ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تعداد کو بھی شامل کیا جائے تو یہ تعداد ۶۳۴۸ ہو جاتی ہے۔ بعض علماء نے سورۃ فاتحہ کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو شامل کیا ہے اور بعض علماء نے شامل نہیں کیا۔ سورۃ توبہ کے آغاز میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی رکوع کی تعداد ۵۵۸ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے آخری صحیفہ ہے جو اپنے الفاظ و معانی ہر دور اعتبار سے آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ قرآن مجید کتاب ہدایت بھی ہے اور کتاب تلاوت بھی، قرآن مجید ایک طرف انسان کو اپنے خالق و مالک کی عبادت، اس کی طرف رجوع و انابت اور عجز و انکساری کے طریقے بتاتا ہے تو دوسری طرف مسلمان کو اقوام عالم کی قیادت و سیادت اور جہاں بانی و حکمرانی کے گر سکھاتا ہے اس کی تلاوت اگر اجر و ثواب کا باعث ہے تو اس کے احکام کا نفاذ، اور اس کی حدود کا قیام زمین اور اہل زمین پر نزول برکات کا سبب ہے قرآن مجید پر عملی وابستگی قوموں کو بلندی پر پہنچاتی ہے اور اس سے دوری قعرِ مذلت میں دھکیل دیتی ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری الہامی کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ۲۳ سال میں نازل کیا۔ قرآن خود یہ اعلان کرتا ہے کہ۔

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔ (۲۔۱۸۵)

محترم حافظ محمد ادریس حفظہ اللہ فرماتے ہیں

ہمارے اس جدید دور میں بھی یہی کتاب (قرآن مجید) انسانی زندگی کے لئے

ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے اور یہی کتاب انقلاب ہے۔ جس نے سرزمین عرب میں ایک شاندار انقلاب برپا کرنے میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قدم قدم پر رہنمائی کی۔ سیدنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کے اعتراضات کے جوابات اس کتاب نے دیئے کفار کے حملوں کے موقع پر مسلمانوں کی مدافعت اس کتاب نے کی اور غم کے موقع پر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈھارس بھی اس کتاب نے بندھائی۔

قرآن مجید ایک ایسا لائحہ عمل اور نصب العین و نوشتہ بے مثال ہے جس نے بھی اس کو سینے سے لگایا اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہوا۔ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوا۔

راقم نے اس کتاب (تاریخ نزول قرآن مجید میں دو مقالات کو جمع کیا ہے پہلے مقالے کا عنوان ہے۔ تاریخ نزول قرآن جو ماہنامہ شہادت اسلام آباد (فروری تا نومبر 1999ء) شائع ہوا اور دوسرے مقالے کا عنوان ہے۔ "قرآن مجید کی عظمت و فضیلت" جو روزنامہ امروز لاہور (۴ مئی ۱۹۷۷) شائع ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق فرمائے۔ اور یہ کتاب مولف اور ناشر کے لئے ذریعہ نجات ہو۔ (آمین)

عبدالرشید عراقی

سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ

۱۳ اپریل ۲۰۱۴

نزول قرآن کا اصل مقصد

يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾[1]

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے، (۱) اور دلوں میں جو روگ ہیں، ان کے لئے شفاء ہے۔ (۲) اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے (۳)۔ [1]

اس آیت کی تفسیر میں صاحب احسن البیان فرماتے ہیں۔

﴿۱﴾ -یعنی جو قرآن کو دل کی توجہ سے پڑھے۔ اور اس کے معانی و مطالب پر غور کرے اس کے لئے قرآن نصیحت ہے، وعظ کے اصل معنی ہیں عواقب ونتائج کی یاد دہانی چاہے ترغیب کے ذریعے سے ہو یا ترہیب سے اور واعظ کی مثال طبیب کی طرح ہے۔ جو مریض کو ان چیزوں سے روکتا ہے جو اس کے جسم وصحت کے لئے نقصان دہ ہوں اسی طرح قرآن بھی ترغیب وترہیب دونوں طریقوں سے وعظ ونصیحت کرتا ہے اور ان نتائج سے آگاہ کرتا ہے، جن سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی صورت میں دو چار ہونا پڑے گا اور ان کاموں سے روکتا ہے جن سے انسان کی اخروی زندگی برباد ہو سکتی ہے۔

﴿۲﴾ یعنی دلوں میں توحید ورسالت اور عقائد حقہ کے بارے میں جو شکوک

---

[1] سورۃ یونس: ۵۷

وشبہات پیدا ہوتے ہیں ان کا ازالہ اور کفر و نفاق کی جو گندگی و پلیدی ہوتی ہے۔ اسے صاف کرتا ہے۔

﴿۳﴾ یہ قرآن مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ ہے۔ ویسے تو یہ قرآن سارے جہان والوں کے لئے ہدایت ورحمت کا ذریعہ ہے۔ لیکن چونکہ اس سے فیضیاب صرف اہل ایمان ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے یہاں صرف انہی کے لئے اسے ہدایت ورحمت قرار دیا گیا ہے۔[1]

قرآن کریم کے ذریعہ تعلیمی وبدنی تمام بیماریوں سے مکمل شفا ملتی ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

اور ہم قرآن میں بعض ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو مومنوں کو شفا دینے والی اور ان کے لئے باعث رحمت ہوتی ہیں۔ اور ظالموں کے خسارے میں اضافہ کرتی ہیں۔[2]

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر محمد لقمان سلفی کہتے ہیں:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت بنایا ہے اس کے ذریعہ مومنوں کو روحانی اور جسمانی دونوں قسم کی شفا ملتی ہے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے ضلالت وگمراہی، شکوک وشبہات، شیطانی وسوسوں اور تمام برے اخلاق و عادات سے نجات ملتی ہے۔ اور اسے پڑھ کر دم کرنے سے جسمانی امراض سے بھی شفا ملتی ہے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ کی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے ثابت ہے کہ سورۃ الفاتحہ سات بار پڑھ کر دم کرنے سے سانپ کا زہر اتر گیا اور اس کے عوض صحابہ کرام کو تیس بکریاں ملیں۔

---

[1] احسن البیان ص ۸۰۷۔

[2] سورۃ بنی اسرائیل: ۸۲

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''زاد المعاد'' میں ادویہ واغذیہ کے ضمن میں لکھا ہے۔ کہ قرآن کے ذریعہ تمام قلبی اور بدنی بیماریوں سے مکمل شفا ملتی ہے اور دنیا و آخرت میں بھی تمام بیماریوں سے شفا ملتی ہے لیکن ہر آدمی اس سے مستفید ہونے اور اس کے ذریعہ شفا حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور قرآن مومنوں کے لیے رحمت بھی ہے کہ وہ قرآن کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور کفار چونکہ اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس لیے جوں جوں قرآن نازل ہوتا جاتا ہے ان کے کفر و طغیان میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور قدم بہ قدم جہنم کی کھائی کی طرف بڑھتے جاتے ہیں۔ [1]

❁❁❁❁❁

[1] تیسیر الرحمان البیان القرآن۔ ص ۸۲۲ مطبوعہ ریاض سعودی عرب

اسلوبِ قرآن

﴿۱﴾ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی آخری کتاب ہے جو عربی زبان میں ہے۔ اس کا کلام الٰہی ہونا ہی اس کے ہر کلام سے افضل واکمل اور جامع و مانع ہونے کی دلیل ہے۔

مشہور مقولہ ہے:

کلام الملک ملک الکلام

اللہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝۲

بے شک ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم سمجھ لو۔ [۱]

﴿۲﴾ قرآن کریم پوری انسانیت کے لیے دعوت اور قیامت تک کے لیے نور وہدایت ہے۔ اس مقدس کتاب میں زندگی کے ہر شعبے کے متعلق بنیادی حقائق بیان کیے گئے ہیں اور تہذیب کے ہر فرع کے بارے میں نہایت معقول قوانین وضوابط پیش کیے گئے ہیں۔ [۲]

---

[۱] سورۂ یوسف: ۲

[۲] مولانا سید زوار حسین شاہ

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن مجید اللہ کی رسی ہے۔

کتاب الله هو حبل الله الممدود من السما الى الارض

اللہ کی کتاب اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف ممدود (پھیلی اور لٹکی ہوئی) ہے۔ [1]

قرآن مجید نور اور ہدایت کا منبع و مصدر ہے

خبردار اے لوگو میں ایک بشر ہوں قریب ہے کہ مرے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغمبر آئے اور اس پیغام پر لبیک کہتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ سے جاملوں اور میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ جن میں سے پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، جس نے اس کا تمسک کیا اور اس پر عمل کیا، وہ ہدایت پر رہے گا اور جس نے اس کے تمسک اور عمل کرنے میں غلطی کی وہ گمراہ ہوگا، پس کتاب اللہ کو پکڑو اور اسی کا تمسک کرو۔ [2]

قرآن مجید کی تلاوت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی دلیل ہے

من سره ان يحب الله ورسوله فليقرا فى لمصحف

جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرے۔ پس وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری رقم الحدیث ۴۴۷۳

[2] صحیح الجامع رقم الحدیث ۱۳۵۱

[3] صحیح الجامع ۶۲۸۹

قرآن مجید پر عمل بلندی اور اس سے انحراف تنزل کا باعث ہے.

ان اللہ یرفع بعض الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین

بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ساتھ کتنی قوموں کو بلند کرتا ہے

اور کتنوں کو پست کرتا ہے۔[1]

قرآن مجید کے حقوق

﴿۱﴾ قرآن مجید پر ایمان لایا جائے

ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا کلام تسلیم کیا جائے۔ جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ ۲۳ سال میں خاتم النبین حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔

﴿۲﴾ قرآن مجید کو پڑھا جائے۔

﴿ا﴾ قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھا جائے۔

﴿ب﴾ قرآن مجید کو خوش اخلاقی سے پڑھا جائے۔

﴿ج﴾ قرآن مجید کو یاد رکھا جائے اور روزانہ کا معمول بنایا جائے۔

﴿د﴾ قرآن مجید کو دل لگی سے جب تک چاہو پڑھو، لیکن اختلاف نہ کرو۔

﴿ر﴾ قرآن مجید کی تلاوت سے کسی کو بیزار نہ کریں اور نہ ہی رکوع و سجود میں پڑھیں۔

﴿۳﴾ قرآن مجید کو سمجھا جائے۔

﴿۴﴾ قرآن مجید پر عمل کیا جائے

﴿۵﴾ قرآن مجید کو آگے پہنچایا جائے۔

﴿س﴾ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

﴿ص﴾ نیکی کا حکم کرنے کے ساتھ خود بھی اس پر عمل کرنا، اور برائی سے

[1] صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۷۹۴، و ۱۸۹۵ سنن ابن ماجہ ۲۱۸

روکنے کے ساتھ خود بھی رکنا۔

﴿ط﴾ زبان کا صحیح استعمال۔

یہ ہیں ہم مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے یہ نہ ہو کہ قیامت کو اس قرآن کی وجہ سے ہم ان لوگوں میں شامل کر دیئے جائیں جن کے بارے میں قرآن بتلاتا ہے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾

اور کہا رسول نے اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر دیا۔ [۱]

اس لئے خالص نیت سے کہہ دو۔

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ قرآن کر جاؤں

عمل کے لئے اخلاص کی ضرورت ہے، فرمان نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

ان الله لا يقبل من العمل الا ما كان له خالصاً و يه وجهه

اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول فرماتے ہیں جو خالص اس کے لئے اور اس کی رضا کے لئے کیا جائے۔ [۲]

---

[۱] سورۃ الفرقان: ۳۰

[۲] صحیح الجامع رقم الحدیث ۱۸۵۶

باب اول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تاریخ نزول قرآن مجید

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ اور ہر متکلم کی عظمت اس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ قرآن مجید پروردگار عالم کی عظمتوں اور ان کے جلال و جمال کا مظہر اور پیکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ

اللہ کے کلام کی فضیلت اور برتری ہر کلام پر ایسی ہے جیسے اللہ کی عظمت اور برتری اس کی تمام مخلوق پر ہے۔ [1]

قرآن مجید سرچشمہ ہدایت ہی نہیں خزینہ حکمت بھی ہے۔ اس کے فضائل بے حساب اور اس کی برکتیں لامحدود ہیں اس کی پیروی سے مسلمان صراط مستقیم پر چل سکتے ہیں۔ قرآن مجید ہدایت ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ صاف اور واضح ہے ہمیں اس سے اسرار حیات اخذ کرنے چاہئیں۔ انسان کی ترقی اور فلاح اور اصلاح اور ظاہری اعمال کی درستی لازمی امر ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات تمام نوع انسان کے لئے ہیں مسلمانوں نے جب تک قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کیا دنیا میں سرخرو اور کامیاب و کامران رہے اور جب اس کی تعلیمات سے روگردانی کی ذلیل وخوار ہوئے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

---

[1] جامع ترمذی

قرآن مجید کی عظمت، شوکت اور جلال اس قدر عظیم ہے تاکہ انسانوں کے قلوب تو درکنار پہاڑوں کی قوت بھی اس کا تحمل برداشت نہیں کر سکتی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے اور اس کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ [1]

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

مقام حسرت وافسوس ہے کہ آدمی کے دل پر قرآن کا اثر کچھ نہ ہوا، حالانکہ قرآن کی تاثیر اس قدر زبردست اور قوی ہے کہ اگر وہ پہاڑ جیسی سخت چیز پر بھی اتارا جاتا اور اس میں سمجھ کا مادہ موجود ہوتا تو وہ بھی متکلم کی عظمت کے سامنے دب جاتا اور مارے خوف کے پھٹ پارہ پارہ ہو جاتا۔

بتدریج نزول کی حکمت

تمام پہلی کتابیں انبیائے کرام علیہم السلام پر بیک وقت نازل کی گئیں۔ جب کہ قرآن مجید کا نزول ۲۳ سال میں ہوا اور اس کو بتدریج نازل کرنے کی حکمت یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آسانی کے ساتھ محفوظ کر سکیں اور اس کو یاد کرنا بھی آسان ہو۔

ڈاکٹر حافظ محمد یونس ریسرچ فیلو ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد لکھتے ہیں کہ

اس میں یہ حکمت عملی تھی کہ بسا اوقات مشرکین و کفار کوئی طعن و اعتراض کرتے تھے تو اس کا جواب نازل ہو جاتا اور اکثر اوقات آنے والے واقعات کی خبر سے ان پر حجت قائم کی جاتی۔ الغرض اس قدر لمبی مدت میں قرآن کریم نازل کرنا اس کی عظمت اور اس کی اعلیٰ ترین حکمت اور مصلحت کی دلیل ہے کہ ہر واقعہ میں تازہ بہ تازہ

[1] سورۃ الحشر: ۲۱

ہدایت نازل ہوتی اور جو بھی مشکل درپیش ہوتی تو اس کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل کے پیغامات بھی نازل کیے جاتے۔ [1]

مکی اور مدنی سورتوں کی تعداد

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مکی سورتوں کی تعداد ۸۷ اور مدنی سورتوں کی تعداد ۲۷ بتائی ہے اس طرح مجموعی تعداد (۱۱۴) ہے۔ [2]

مکی سورتوں کی خصوصیات

مکی سورتوں کا موضوع اصولی تعلیمات پر مشتمل ہے ان میں توحید و رسالت، یوم آخرت، تقویٰ، فضیلت اخلاق، تبلیغ کے طریقے، صبر و استقلال، ایثار و جانبازی، اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے سے انکار کرنے والوں کا انجام، عبرت آموز مثالیں، مشرکین کے الزامات وغیرہ کا بیان، بڑے اچھے پیرائے میں بیان کیا گیا ہے اور اس کے قہر و عذاب کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اہل جہنم کے حالات سنائے گئے ہیں اور قدم قدم پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے، اور اس کے ساتھ اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ لوگ خود اپنی عقل کی روشنی میں حق و باطل کی تمیز کریں۔

مکی سورتیں مختصر ہیں اور چھوٹے چھوٹے فصیح و بلیغ فقروں میں خطاب کو واضح کیا گیا ہے اور پوری انسانیت کو مخاطب کیا گیا ہے اور پہلے انبیائے کرام کے حالات اور پہلی امتوں کے واقعات بھی مکی سورتوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

مکی سورتوں کے تین ادوار ہیں۔

دور اول: ا نبوی تا ۵ نبوی تعداد ۴۲

---

[1] عظمت قرآن ہیں ص ۱۳

[2] اتقان ج ا۔ ص ۱۳

دور وسطیٰ: ۶ نبوی تا ۱۳ نبوی تعداد ۳۳

دور آخر: ۱۲ نبوی تا ۱۳ نبوی تعداد ۱۲

کل تعداد: ۸۷

دور اول:

مکی سورتوں کا دور اول ایک تا ۵ نبوی پر مشتمل ہے اس دور میں (۴۲) سورتیں نازل ہوئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿۱﴾ اقراء:

ا نبوی میں نازل ہوئی۔ اس کا مرکزی موضوع اللہ تعالیٰ کی خالقیت شرافت، علم اور نماز میں رکاوٹ ڈالنے پر تہدید و توبیخ کا ذکر ہے۔

﴿۲﴾ المدثر:

۳ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں آنحضرت محمد ﷺ کو پاکیزگی اختیار کرنے اور صبر کی تلقین کی گئی ہے اور دعوت کا حکم دیا گیا ہے کفار کو تہدید و توبیخ کی گئی ہے اور کفار کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جنت اور جہنم کا ذکر کیا گیا ہے۔

﴿۳﴾ المزمل:

۳ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں اقامت صلوٰۃ، اور رجوع الی اللہ کی تلقین کی گئی ہے کفار کے اعتراضات پر صبر کی تلقین کی گئی ہے، اور آنحضرت ﷺ کی رسالت کے دلائل دیئے گئے ہیں۔

﴿۴﴾ القلم:

۳ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں رسول اللہ ﷺ کو صبر اور استقامت کی تلقین کی گئی ہے کفار کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اور باغ والوں کی مثال دے کر

کفار کو تہدید و توبیخ کی گئی ہے۔

﴿۵﴾ الفاتحہ:

اس سورۃ کے زمانہ نزول کے بارے علمائے تفسیر میں اختلاف ہے اس سورۃ کا موضوع حمد و ثنا اور دعا ہے۔

﴿۶﴾ الھب:

۴ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں آنحضرت ﷺ کے چچا ابولہب کو تہدید و توبیخ کی گئی ہے۔

﴿۷﴾ التکویر:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں آنحضرت ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید کی صداقت کے دلائل دیئے گئے ہیں۔

﴿۸﴾ الاعلیٰ:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورت میں توحید الٰہی، آنحضرت ﷺ کو ہدایات، آخرت کا ذکر، اور فضائل حسنہ اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

﴿۹﴾ الضحیٰ:

۴ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورت میں آنحضرت ﷺ کو تسلی، یتیم اور سائل کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہدایت کی گئی ہے۔

﴿۱۰﴾ الم نشرح:

۴ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورہ کا موضوع آنحضرت ﷺ کو تسلی دیتا ہے۔

﴿۱۱﴾ العصر:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورت میں انسانوں کو تنبیہ کی گئی ہے اور بعد میں حق و

صداقت اور صبر کی تعلیم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

﴿۱۲﴾ العادیات:

۴ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس میں پہلے احوال آخرت کا بیان ہے اور بعد انسانوں کو آخرت سے غفلت پر تنبیہ کی گئی ہے۔

﴿۱۳﴾ التکاثر:

۴ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں پہلے کفار کو دنیا پرستی میں محو ہونے پر توبیخ کی گئی ہے اور بعد میں آخرت کا ذکر ہے۔

﴿۱۴﴾ الکافرون:

۴ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں پہلے کفار کو ان کی بات نہ ماننے کا صاف صاف جواب دیا گیا ہے اور مذہبی امور میں عدم رواداری کی تلقین کی گئی ہے۔

﴿۱۵﴾ الماعون:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں عقیدہ آخرت کو تسلیم نہ کرنے پر تنبیہ اور نماز میں سستی کرنے پر تنبیہ کی گئی ہے۔

﴿۱۶﴾ الفیل:

۴ یا ۵ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں اصحاب الفیل کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

﴿۱۷﴾ اخلاص:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ کا موضوع توحید الٰہی ہے۔

﴿۱۸﴾ النجم:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں دین حق کی بنیادِ اول یعنی قرآن مجید کے منجاب اللہ ہونے کے دلائل اور براہین بیان کئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔ کفار کی بت پرستی، اور عقیدۂ جاہلیت کی تردید کی گئی ہے اور عقیدۂ آخرت کی حقانیت پر دلائل فراہم کئے گئے ہیں۔ اور آخرت کے قیام کا ثبوت قدیم کتابوں کی تائید سے فراہم کیا گیا ہے، اور آخرت میں کفار کا جو انجام ہوگا۔ اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

﴿۱۹﴾ عبس:

یہ سورۃ ۵ کے آخر یا ۶ نبوی کے آغاز میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں پہلے ایک نابینا آدمی (عبداللہ بن ام مکتوم) کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں آنے پر اور ان سے اعراض کرنے پر آپ کو تنبیہ کی گئی ہے اس کے بعد قرآن مجید کی عظمت کا بیان، کفار کو ان کی تخلیق کی طرف توجہ دلا کر تنبیہ، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور خالقیت پر دلائل اور احوال آخرت کا بیان اس سورۃ کے موضوع ہیں۔

﴿۲۰﴾ القدر:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں نزول قرآن اور شب قدر کی عظمت کا بیان ہے۔

﴿۲۱﴾ التین:

۴ یا ۵ نبوی میں نازل ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں کھا کر انسان کے مقام کی طرف اشارہ اور اس کی ناقدری کی وجہ سے انسان کے انجام بد کا ذکر کیا ہے۔

﴿۲۲﴾ قریش:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں قریش پر انعامِ خصوصی بتلا کر اللہ کی عبادت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

﴿۲۳﴾ القارعہ:

۴ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں احوال قیامت کا بیان ہے۔

﴿۲۴﴾ القیامه:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں فکر آخرت کے شکوک وشبہات کا جواب دیا گیا ہے اوران کے عقائد باطلہ کی تردید کی گئی ہے اور قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

﴿۲۵﴾ الهمزه:

۴ یا ۵ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں زمانہ جاہلیت کے بعض اخلاقی مرض (چغل خوری) کی مذمت کی ہے اور اہوال دوزخ کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

﴿۲۶﴾ المرسلات:

۳ یا ۴ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں قیامت اور آخرت کے اثبات کو واضح کیا گیا ہے، اور منکرین آخرت کو ان کے انجام سے مطلع کیا گیا ہے۔

﴿۲۷﴾ ق:

۴ یا ۵ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر جو تعجب کا اظہار کیا اس کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ آخرت کے متعلق مکمل تفصیلات فراہم کی گئی ہیں توحید الٰہی پر مکمل دلائل دیئے گئے ہیں منکر قوموں کا تذکرہ اور ان کے انجامِ بد سے آگاہ کیا گیا ہے۔

﴿۲۸﴾ البلد:

۴ یا ۵ نبوی میں نازل ہوئی اس سورت میں دلائل نبوت کے ضمن میں انسان کی اہلیت اور پوری کائنات پر اللہ تعالی کے تسلط کا ثبوت فراہم کرنے کے ساتھ روز حساب و کتاب کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے ساتھ ایمان اور عمل صالح کی دعوت دی گئی ہے۔

﴿۲۹﴾ الطارق:

۴ یا ۵ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں انسان کی حقیقت واضح کی گئی ہے اور آخرت میں حساب کتاب کا بیان ہے۔

﴿۳۰﴾ مریم:

۵ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات بیان کر کے کفار مکہ کو دین حق کی دعوت دی گئی ہے اور اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی ہے اس سورۃ کے نزول کے وقت مکہ معظّمہ میں تکذیب اور استہزا اور ظلم وستم کے حالات شدید تر ہو گئے تھے۔

﴿۳۱﴾ طٰہٰ:

۵ نبوی کے آخر یا ۶ نبوی کے آغاز میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت تبلیغ میں اعتدال اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اور اس کے علاوہ قیامت اور آخرت کے حالات پر روشنی ں ڈالی ہے۔

﴿۳۲﴾ الواقعہ:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں عقیدہ آخرت، توحید الٰہی اور قرآن مجید سے متعلق کفار کے شبہات کا رد، قرآن مجید کی عظمت کا بیان اور انسانوں کو عبرت آموزی کا سبق وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

﴿۳۳﴾ الذریات:

۴ یا ۵ نبوی میں نازل ہوئی اس میں آخرت اور اہوال قیامت کا تذکرہ ہے۔

﴿۳۴﴾ الغاشیہ:

۴ یا ۵ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں آخرت اور اہوال قیامت کا بیان ہے۔

﴿۳۵﴾ نوح:

۴ یا ۵ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں حضرت نوح علیہ السلام کے حالات بیان

کر کے کفار کو تہدید و توبیخ کی گئی ہے۔

﴿۳۶﴾ الطور:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں طور اور چند حقائق کی قسم کھا کر عقیدہ آخرت اور آخرت کے تفصیلی حالات بیان کئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہماک کے ساتھ دعوت تبلیغ جاری رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

﴿۳۷﴾ النبا:

۳ یا ۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں قیامت اور آخرت کے حالات کا تذکرہ ہے

﴿۳۸﴾ النازعات:

۳ یا ۴ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس میں آخرت اور اہوال قیامت کا تذکرہ ہے۔

﴿۳۹﴾ انفطار:

۴ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس میں قیامت اور آخرت کا بیان ہے۔

﴿۴۰﴾ انشقاق:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس میں بھی قیامت اور آخرت کا ذکر کیا گیا ہے۔

﴿۴۱﴾ الملک:

۴ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں توحید الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی تلاوت پر دلائل دیئے گئے ہیں انسانوں کی پیدائش کی غرض و غایت کو بیان کیا گیا ہے اور انسانوں کو عمل کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ آخرت اور قیامت کا بھی اس سورۃ میں تذکرہ ہے۔

﴿۴۲﴾ الدھر:

۴ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں انسان کی پیدائش کی اصلیت کو بیان کیا گیا

ہے۔قیامت کا تذکرہ ہے اور کفار کو ان کے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔

تاریخی حالات

دور اول کی مکی سورتوں میں جو تاریخی حالات و واقعات پیش آئے اور جو احکامات نازل ہوئے۔ اگر ان سب کا تفصیل سے ذکر کیا جائے تو طوالت کا خوف ہے۔ اس لئے یہاں چند تاریخی حالات وواقعات اور احکامات پر مختصراً روشنی ڈالی جاتی ہے۔

قریش کی معاشی حالت

۴ نبوی میں سورۃ القریش نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں اپنے خصوصی انعامات کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ انعامات دیئے ہیں جو عرب میں قریش کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں تھے۔ مثلاً وہ تجارت کے ذریعہ مشرق ومغرب پر قابض تھے جاڑوں کے دنوں میں ان کا سفر یمن اور حبشہ کی طرف ہوتا تھا گرمیوں میں ان کا سفر شام، فلسطین اور مصر کی طرف ہوتا تھا اور ان دونوں سفروں میں قریش مکہ بہت نفع کماتے تھے اور حرم کا پاسبان ہونے کی وجہ سے ان کے قافلے امن وسلامتی کے ساتھ دوسرے ملکوں میں جاتے تھے۔ جب کہ دوسرے لوگوں کے قافلوں کا گزرنا محال ہوتا تھا اور جب کبھی کوئی ان کے قافلوں کو روکتا تھا تو قریش امن سے کہہ دیتے تھے۔

انا من الحرام

ہم حرم کے باشندہ ہیں۔

اس تقدس کی وجہ سے لوگ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے، چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ القریش میں فرماتا ہے۔

قریش کا مانوس ہونا گرمی اور سردی کے سفروں سے ہے یعنی ان کو لازم ہے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں

بھوک میں کھلایا، اور خوف میں امن دیا۔[1]

قریش میں بت پرستی

قریش مکہ نے اپنے لئے علیحدہ علیحدہ بت تجویز کئے ہوئے تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

﴿۱﴾ عزیٰ

یہ وادئ نخلہ میں تھا، اس بت کو قریش اور بنو کنانہ دونوں مانتے تھے اس کے مجاور بنوسلیم اور بنوشیبان تھے۔

﴿۲﴾ سواع

یہ قبیلہ بنو ہذیل کا معبود تھا۔

﴿۳﴾ منات

اس کو اوس اور خزرج اور بنی غسان پوجتے تھے۔

﴿۴﴾ لات

یہ مکہ معظمہ قریش کا بڑا خدا تھا۔

﴿۵﴾ ہبل

یہ بھی قریش کا بڑا خدا تھا اس کو خانہ کعبہ میں رکھا ہوا تھا۔

﴿۶ اور ۷﴾ ایساف اور نائیلہ

یہ دونوں دیویاں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر رکھی ہوئی تھیں اہل مکہ ان کی بہت تقدیس کرتے تھے لیکن اوس اور خزرج ان کو نہیں مانتے تھے۔

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

---

[1] سورۃ القریش: ۱ تا ۴

جب بیت اللہ میں سعی بین الصفا والمروہ کا معاملہ درپیش ہوا تو
انصار کو تردد ہوا تو اس وقت ان کے تردد کو ختم کرنے کے لئے یہ آیت
نازل ہوئی۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ

صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ [1]

ان بتوں میں لات، عزیٰ، اور منات کا ذکر سورۃ والنجم میں آیا
ہے اور سواع کا ذکر سورۃ نوح میں آیا ہے۔

جاہلیت کی ایک بھیانک رسم

بت پرستی کے علاوہ قریش مکہ میں ایک بڑی بھیانک رسم رائج تھی کہ وہ اپنی
لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ التکویر میں کیا ہے۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۞ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۞

جب زندہ درگور لڑکیوں سے پوچھا جائے گا کہ اسے کیوں قتل کیا
گیا۔ [2]

اس بھیانک دور میں کچھ افراد ایسے تھے جو اس فعل بد کے سخت خلاف تھے
طبرانی میں روایت ہے کہ فرزدق شاعر کے دادا صعصہ بن ناجیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خدمت میں عرض کیا، کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں (۳۶۰) لڑکیوں کو فدیہ دے کر دفن
ہونے سے بچایا ہے کیا اس پر مجھے اجر ملے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تیرے لئے اجر ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اسلام کی نعمت
سے سرفراز کیا۔

اس بھیانک معاشرے کی اصلاح ضروری تھی رحمت حق جوش میں آئی اس نے

---

[1] سورۃ البقرہ: ۱۵۸

[2] سورۃ التکویر: ۸۔۹

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جو آدمی ان لڑکیوں کی آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے ان کے ساتھ کچھ بھی احسان کیا وہ لڑکیاں اس کے لئے جہنم سے آڑ ہوں گی۔ [1]

پہلی وحی

سورۃ اقراء کی پہلی پانچ آیات ہیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾

پڑھ اس خدا کا نام لے کر جس نے کائنات کو پیدا کیا۔ جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا خدا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ وہ جس نے انسان کو باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں۔

احکامات اور تعلیمات

مکی سورتوں کے دورِ اول میں اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبر تسلیم کرنے کے بعد ان کو نماز کا حکم ہوا نماز اسلامی زندگی کے لئے لائیفک کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

الفرق بین الکفر والاسلام الصلوٰۃ

کفر اور سلام کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے

چنانچہ سورۃ اقراء اور سورۃ المزمل کی بعض آیات سے واضح ہوتا ہے کہ نماز میں

---

[1] بخاری ومسلم

قرأت قرآن اور رکوع وسجود کی تلقین کی گئی ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝٩ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝١٠

آپ دیکھتے ہیں وہ بد بخت ایک بندہ خدا کو نماز پڑھنے سے روکتا

ہے۔[1]

تلاوت قرآن مجید کا حکم سورۃ المزمل میں آیا ہے۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ

پس جس قدر قرآن پڑھنا تمہیں آسان ہو پڑھا کرو۔[2]

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ

پس جتنا کچھ قرآن پڑھنا تم کو آسان ہو پڑھ لیا کرو۔[3]

فرضیتِ زکوٰۃ

اسلام میں زکواۃ کب فرض ہوئی؟ ابتدائے اسلام میں اس کی کیا حیثیت تھی؟ زکواۃ مکہ میں فرض ہوئی یا مدینہ میں؟ اس بارے میں علمائے اسلام کے درمیان اختلاف ہے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں تمام اختلافات نقل کر کے یہ فیصلہ دیا ہے کہ،

زکواۃ مکہ معظّمہ میں فرض ہو چکی تھی لیکن نصاب اور مقدار مخرج یہ

مدینہ میں ہوا۔[4]

سورۃ المزمل میں ارشاد ہوا

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ

---

[1] سورۃ اقراء:۹۔۱۰

[2] سورۃ المزمل:۲۰

[3] سورۃ المزمل:۲۰

[4] تفسیر ابن کثیر ج ۴۔ص ۴۳۹

اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو قرض حسنہ (یعنی حاجت مندوں کو بلا سود) دیا کرو۔ [1]

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔

ایسے ہی زمانہ جاہلیت میں زکواۃ تھی اسی زکواۃ میں مہمان نوازی، مسافر نوازی، عیال پروری، مساکین پر صدقہ اور خیرات، صلہ رحمی، حوادث میں امداد، یہ سب زکواۃ میں شامل تھے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں جو تقریر کی تھی۔ اس میں نماز، روزہ حج، زکواۃ اور صلہ رحمی وغیرہ کا تذکرہ ہے۔

مکی سورتوں کا دورِ وسطیٰ

مکی سورتوں کا دور وسطیٰ از ۶ نبوی تا ۱۱ نبوی پر محیط ہے اس دور میں (۳۳) سورتوں کا نزول ہوا۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿۱﴾ اللیل:

۵ یا ۶ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں انسانی زندگی کے دو رخ (یعنی نیکی اور بدی کے انجام سے مطلع کیا گیا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے دلائل دیئے گئے ہیں۔

﴿۲﴾ الفجر:

۶ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھا کر آخرت کی جزاو سزا کا ذکر کیا ہے جن کا کفار انکار کرتے تھے۔

﴿۳﴾ الشمس:

۵ نبوی کے آخر یا ۶ نبوی کی ابتداء میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ کا موضوع بھی

---

[1] سورۃ المزمل: ۲۰

سورۃ واللیل ہے، یعنی اس میں انسانی زندگی کے دونوں رخ کا بیان ہے، نیکی پر جزا اور بدی پر سزا۔

﴿۴﴾ البروج

۶ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں کفار مکہ کو ان کے ظلم و ستم پر تہدید و توبیخ کی گئی ہے اور مسلمانوں کو ایک واقعہ ''اصحاب الاخدود'' سنا کر تسلی اور صبر کی تلقین کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ''قہاریت'' کا بھی ذکر کیا ہے اور قرآن مجید کی عظمت بھی بیان کی ہے۔

﴿۵﴾ الکوثر:

اس سورۃ کے نزول میں علمائے تفسیر کا اختلاف ہے۔ بعض علما نے اس کا زمانہ نزول دورِ وسطیٰ کا شروع بتایا ہے اور بعض علما کا خیال ہے کہ یہ سورۃ ۱۰ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ کا موضوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشخبری تسلی، اور نماز و قربانی کی تاکید ہے۔

﴿۶﴾ القمر:

اس سورۃ کا زمانہ نزول علمائے تفسیر نے ۷ یا ۸ یا ۹ نبوی بتایا ہے اس سورۃ میں پہلے شق قمر کا معجزہ، کفار کی ہٹ دھرمی اور عناد پر تہدید و توبیخ، احوال آخرت کا بیان، قوم نوح، قوم عاد قوم ثمود اور قوم لوط کی تباہی و انجام خراب کا تذکرہ اور تکرار کے ساتھ قران مجید کے مذکر ہونے کا بیان کیا ہے۔

﴿۸﴾ ص:

اس سورۃ کے زمانہ نزول میں علمائے تفسیر کا اختلاف ہے علمائے کرام نے ۷ یا ۱۰ یا ۱۱ نبوی بتایا ہے اس سورۃ میں پہلے قرآن مجید کی عظمت کا ذکر ہے، بعد میں کفار کے تکبر اور غرور کا تذکرہ کیا ہے جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی کفار کے اعتراضات کرنے پر ان کو تہدید و توبیخ بھی کی ہے اور انبیائے کرام کی تکذیب کرنے والی قوموں کے انجام سے آگاہ کیا ہے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ بھی اس

سورۃ میں بیان ہوا ہے اور مومنین کا انجام خوشگوار اور متعدد انبیائے کرام کے حالات بیان کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی اور کفار کو تنبیہ اور توبیخ کی گئی ہے۔

﴿۸﴾ الحاقہ:

۵ یا ۶ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں پہلے قیامت اور آخرت کا تذکرہ ہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کی تصدیق۔

﴿۹﴾ المعارج:

۵ یا ۶ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں کفار کو عقیدہ آخرت پر مذاق اڑانے پر تہدید و توبیخ، یوم قیامت کی کیفیت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی، انسانی فطرت کی عکاسی، اقامت صلوٰۃ، سائلین کی امداد، اور تصدیق آخرت پر عذاب سے نجات ہے، بے حیائی اور زنا سے بچنے کی تلقین، امانت اور عہد کی حفاظت، حفاظتِ صلوٰۃ اور ادائیگی شہادت پر انعام وغیرہ کا بیان ہے۔

﴿۱۰﴾ الکہف:

یہ سورۃ ۵ یا ۶ نبوی کے درمیانی عرصہ میں نازل ہوئی اس سورۃ میں اصحاب کہف کا قصہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا مکالمہ، ذوالقرنین، یاجوج ماجوج کا قصہ اور روح کے بارے میں کفار کے سوالات کے جوابات وغیرہ کا بیان ہے۔

﴿۱۱﴾ حم السجدہ:

۶ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں کفار کی دعوت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعراض، قرآن مجید اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شکوک و شبہات وارد کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے پر ان کو انجام بد سے ڈرایا گیا ہے اور مومنین کو ان کے اچھے کاموں پر انجام خوش کی اطلاع دی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اپنی خالقیت پر دلائل، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر اور استقامت کی تلقین بھی کی گئی ہے اور توحید الٰہی پر عظیم شواہد بھی پیش کئے گئے ہیں اور کفار کے بعض کمزور اعتراضات

کا جواب بھی دیا گیا ہے۔

﴿۱۲﴾ شوریٰ:

۵ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں پہلے قدرت الٰہی اور ارسال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر کفار کی چہ میگوئیاں، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کر کے اقامت دین کی دعوت اور عدم تفریق کا حکم اور دعوت وتبلیغ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو استقامت کی تلقین کی گئی ہے اس کے علاوہ انسانوں کے نیک و بد ہونے کی حکمت بالغہ بھی بیان کی ہے۔

﴿۱۳﴾ سبا:

۷ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں پہلے کفار کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات پر روشنی ڈالی ہے اور بعدازاں مکہ کی قریبی آبادی (طائف) میں قوم سبا کی ناشکری کا انجام بد دکھلا کر کفار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کرنے کی تلقین کی ہے۔

﴿۱۴﴾ المومن:

۷ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں پہلے یہ بیان کیا گیا ہے کہ کفار اپنی طاقت کے بل بوتے پر جو کچھ کرتے تھے۔ اس پر تنبیہ کی ہے اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے حالات اور ان کے انجام کا تذکرہ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی ہے اور مومنین کو آخرت کی زندگی اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔

﴿۱۵﴾ زخرف:

۷ نبوی میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں جاہلانہ عقائد کی دلائل کے ساتھ تردید، پہلے انبیاء کے ساتھ لوگوں نے کیا سلوک کیا اور ان لوگوں کا کیا انجام ہوا، اس کی تفصیل، قدرت الٰہی پر شواہد، شیطان کے اتباع پر انجام بد کا بیان، اور اس پر قوم موسیٰ علیہ السلام پر

استدلال، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور ان سے اختلاف، مومنین کے لئے انجام خیر اور جنت میں انعامات وغیرہ کا بیان ہے۔

﴿۱۶﴾ الرحمٰن:

۷ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں انعامات الٰہی اور جنت سے متعلق بہت سی چیزوں کا ذکر فرما کر شکر گزاری کی تلقین اور کفران نعمت سے بچنے کی تلقین۔

﴿۱۷﴾ جاثیہ:

۸ یا ۹ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں پہلے توحید الٰہی اور اس کے بعد کفار کے آخرت پر شبہات اور ان کو تنبیہ، بنی اسرائیل پر انعامات کی بارش کا تذکرہ، اور ان کے کفران نعمت پر انجام بد، اور اس سے عبرت حاصل کرنے کی تلقین اور قیامت کا ذکر اس سورۃ کے موضوعات ہیں۔

﴿۱۸﴾ الزمر:

۹ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں توحید الٰہی، کفار کو موعظت، اور ان کے عذرات بیہودہ کا تذکرہ کفار اور مومنوں کو نصیحت، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی، کفار کا انجام بد، مومنوں کا انجام خوشگوار اور اہوال قیامت کا ذکر ہے۔

﴿۱۹﴾ الانبیاء:

۹ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں سرداران قریش کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر شکوک وشبہات کرنا اور رسالت کے بارے میں کفار نے جو غلط فہمیاں پیدا کی تھیں ان کا ازالہ کیا گیا ہے اور کفار کے عقائد کی تردید، جاہلانہ عبادات کا رد، اور انبیائے علیہم السلام کا ذکر فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔ اور کفار کو تنبیہ کی گئی ہے۔

﴿۲۰﴾ السجدۃ:

۸ یا ۹ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں پہلے قرآن مجید کی تصدیق کی گئی

ہے۔ پھر توحید الٰہی کا بیان ہے اور انسان کی تخلیق پر روشنی ڈالی ہے مومنوں اور کافروں کا جو انجام ہوگا ان کی نشاندہی کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی اور استقامت کی ترغیب دی ہے۔

﴿۲۱﴾ الدخان:

۸ یا ۹ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں پہلے قرآن مجید کی عظمت کا بیان ہے اور اس کی عظمت کے انکار پر کفار کو فہمائش کی گئی ہے مبارک رات اور دخان مبین کا ذکر کیا گیا ہے عذاب آخرت کے حالات بیان کئے گئے ہیں قوم موسیٰ اور فرعون کے حالات سے عبرت پکڑنے کی تلقین کی گئی ہے اور آخر میں قیامت کا تذکرہ ہے۔

﴿۲۲﴾ الروم:

اس سورۃ کے نزول میں بھی علمائے تفسیر میں اختلاف ہے بعض علما نے اس کا زمانہ نزول ۷ نبوی بتایا ہے اور بعض مفسرین نے ۱۰ نبوی بتایا ہے اس سورۃ میں دلائل نبوت کے طور پر پیش گوئی دلالۃ مسلمانوں کو ان کے غلبہ کی بشارت اور تفصیل بیان کرنے کے بعد کفار کو تنبیہ، ایمان اور آخرت اختیار کرنے کی تلقین اس سورۃ کا موضوع ہے۔

﴿۲۳﴾ الصافات:

۹ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں توحید الٰہی کا ذکر ہے اس کے بعد دعوت رسول پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمسخر اڑانے پر کفار کو تنبیہ کی گئی ہے مومنین اور کفار کا آخرت میں جو انجام ہوگا اس کا تذکرہ کیا گیا ہے پھر قوم نوح کا حال بیان کیا گیا ہے اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے فرزند (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کو قربان کرنا اور اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں جو مقام عظیم عطا کیا اس کا تذکرہ ہے اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کے حالات بیان کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت دی ہے اور کفار کو قبول اسلام کی دعوت دی ہے۔

﴿۲۴﴾ القصص:

اس سورۃ کے نزول کے بارے میں علمائے تفسیر میں اختلاف ہے بعض علمائے کرام نے ۸ نبوی اور بعض نے ۹ نبوی بتایا ہے۔ اس سورۃ میں کفار کے شبہات اور اعتراضات کا ذکر کیا گیا ہے اور کفار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلیم کرنے کی دعوت دی ہے اور متعدد انبیائے کرام اور ان کی قوموں کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

﴿۲۵﴾ النمل:

۸ یا ۹ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ کا موضوع یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید کی ہدایات پر عمل کریں گے۔ ان کو دنیا و آخرت میں فائدہ ہوگا اور اس کے اس سورۃ میں قوم فرعون، قوم ثمود اور قوم لوط کی بربادیوں کا تذکرہ ہے اس کے علاوہ اللہ کی وحدانیت پر کائنات کی اشیا کی شہادت کا ذکر ہے اور آخر میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے۔

﴿۲۶﴾ لقمان:

۸ یا ۹ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں پہلے کفار کے شرک کی مذمت اور نامقبولیت، دعوت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی صداقت اور پھر حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کی زبان سے پند و نصائح جو اہل عرب کو معلوم تھے ان کا ذکر ان کے کلام میں بھی ملتا ہے۔ دلالۃً اسی تعلیم کی اتباع کی ترغیب دی ہے۔

﴿۲۷﴾ الفرقان:

۸ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں قرآن مجید اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کفار کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

﴿۲۸﴾ الشعراء:

۱۰ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ کا مرکزی موضوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی دینا

ہے اس ضمن میں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا تذکرہ کیا ہے اور ان انبیائے کرام کی قوموں کے حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

﴿۲۹﴾ احقاف:

۱۰ یا ۱۱ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں کفار کو ان کی گمراہیوں پر زجر و توبیخ کی گئی ہے اور ان کی جاہلانہ اعتراضات پر تنبیہ کی گئی ہے اور دعوت الی الخیر پر اعراض پر سخت نکیر کی گئی ہے۔

﴿۳۰﴾ الجن:

۱۰ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس میں پہلے جنات کا قرآن پاک سن کر اسلام کا قبول کرنا اور کفار کا شرک کو اختیار کرنے ان کی مذمت اور دعوت رسول پر کفار کی معاندانہ حرکات کا ذکر کیا گیا ہے۔

﴿۳۱﴾ الحجر:

۱۰ نبوی میں نازل ہوئی منکرین دعوت کو توبیخ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی کی تلقین اور دیگر موعظات کا تذکرہ۔

﴿۳۲﴾ الفاطر:

۷ یا ۸ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں توحید الٰہی کا تذکرہ ہے اس کے بعد کفار کو نصیحت و تنبیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی مومنوں اور کفار کے انجام کا ذکر۔

﴿۳۳﴾ اعراف:

۱۱ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں پہلے لوگوں کو انبیائے کرام کی پیروی کی تلقین کی گئی ہے اور انذار و توبیخ کا بھی ذکر کیا گیا ہے، درمیان میں بنی اسرائیل کا بھی تفصیل سے ذکر آ گیا ہے آخر میں دعوت و تبلیغ کے بارے میں ہدایات اور کفار کے اعتراضات اور

ایذا رسانیوں پر مشتعل نہ ہونے کی ہدایت کی ہے۔

تاریخی حالات اور پس منظر

مکی سورتوں کے دور وسطیٰ از ۶ نبوی تا ۱۱ نبوی پر محیط ہے اس میں (۳۴) سورتیں نازل ہوئیں اس دور کے تاریخی حالات اور بعض سورتوں کے نزول کا پس منظر اور بعض احکامات پر مختصراً روشنی ڈالی جاتی ہے۔

مشرکین مکہ شروع ہی سے دین حق کی مخالفت کر رہے تھے اور اسی مخالفت میں ان کا رویہ دن بدن شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا تھا اور ان کی مخالفت اس وقت اور زیادہ تیز ہوگئی جب قرآن مجید نے ان کے بتوں کی مذمت شروع کر دی۔

سورۃ الانبیاء میں ہے

> بے شک تم اور جن کی تم پوجا کرتے ہو (اللہ کے سوا) سب دوزخ کا ایندھن ہیں اور تم سب اس میں ضرور وارد ہو گے اگر یہ خدا ہوئے ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے وہ سب اس میں ہمیشہ رہیں گے اور دوزخ میں ان کی آواز نہیں ہوگی اور وہ کچھ نہ سن سکیں گے۔ [1]

اس طرح دوسری سورتوں میں بھی کھلے الفاظ میں مشرکین اور ان کے خداؤں کی مذمت کی گئی ہے جس کو وہ سننے کے لئے ہرگز تیار نہ تھے۔

بعض سورتوں کا تاریخی پس منظر

مکی دور کے دور وسطیٰ میں دو سورتوں (سورۃ الروم والکھف) کے نزول کا ایک پس منظر ہے۔

سورۃ الروم

اس سورۃ کا زمانہ نزول ۷ نبوی یا ۱۰ نبوی بیان کیا جاتا ہے اس سورۃ کے شروع

---

[1] سورۃ الانبیاء ۹۸ تا ۱۰۰

میں اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے آئندہ غلبہ کی خبر دی اور اس پر پیش گوئی کے ساتھ مسلمانوں کے فتح کی بھی خوشخبری سنائی۔ تاکہ مکہ معظمہ میں مصیبت زدہ اور پریشان حال مسلمانوں کے قلوب کو تقویت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الٓمّٓ ① رومی قریب کے ملک میں مغلوب ہو گئے اور وہ
اپنے ہارنے کے بعد عنقریب جیت جائیں گے اور چند
برسوں میں اللہ ہی کا حکم پہلے ہے اور اسی کا بعد میں اور اس
دن مومنین اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے وہ جس کو چاہتا ہے
مدد کرتا ہے وہ غالب اور رحیم ہے۔ [1]

اس وقت کے حالات میں کفار کو یہ بات مضحکہ خیز معلوم ہوئی اس لئے مشرکین نے جہاں ہم اپنے ہم مشربوں (ایرانیوں) کی کامیابی پر خوشی منائی وہاں مسلمانوں کا تمسخر بھی اڑایا۔ لیکن مسلمان چونکہ قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے پر یقین رکھتے تھے اس لئے انہوں نے ڈٹ کر کفار کی تردید کی۔ چنانچہ اس بات نے طول کھینچا تو امیہ بن خلف نے جو مشرکین مکہ کا سرغنہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ شرط لگائی کہ اگر رومی تین سال یا بروایت دیگر چھ سال میں غالب آ گئے تو میں آپ کو دس اونٹ دونگا ورنہ آپ مجھے دس اونٹ دیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو منظور کیا جب اس کی اطلاع مسلمانوں کو ہوئی تو انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مدت کو مبہم رکھا ہے آپ نے معین کیوں تسلیم کر لیا کیونکہ ''بِضۡعِ'' لغت عرب میں تین سے لے کر نو تک بولا جاتا ہے جب اس کی اطلاع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ مدت میں اضافہ کرو یعنی چھ کی بجائے نو سال اور اونٹوں کی تعداد میں اضافہ کرو۔ یعنی دس کی بجائے سو اونٹ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف کے پاس جا

[1] سورۃ الروم، ۱ تا ۵

کر مدت اور اونٹوں میں اضافہ کر دیا۔ چنانچہ امیہ بن خلف نے اس کو منظور کر لیا۔

علمائے کرام کا بیان ہے کہ

یہ معاہدہ ۱۰ نبوی میں ہوا تھا اس کے اعتبار سے نو سال ۲ ہجری میں غزوہ بدر کے موقع پر پورے ہوئے صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے سو اونٹ حاصل کئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان اونٹوں کو مسلمانوں پر صدقہ کر دیا۔

سورۃ الکہف

اس سورۃ کا زمانہ نزول بھی ۷ نبوی تا ۱۰ نبوی تک ہے اس سورۃ کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ مدینہ کے یہود نے مشرکین مکہ سے کہا کہ آپ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کریں۔

﴿۱﴾ اصحاب کہف کون تھے۔

﴿۲﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر کا واقعہ کیا تھا۔

﴿۳﴾ ذوالقرنین کون تھا۔

چنانچہ مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تین سوال کئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں کل جواب دونگا۔ (انشاء اللہ نہ کہا)

چنانچہ دس روز تک وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام غمگین ہوئے دس روز کے بعد وحی نازل ہوئی تو آپ نے ان تینوں سوالوں کے جوابات دیئے اور مشرکین مکہ کو تنبیہ اور دعوت دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی اور دلاسا دیا اور اس کے ساتھ یہ حکم بھی فرمایا کہ کوئی بات بغیر انشاء اللہ کے نہ کہی جائے۔

دیگر سورتیں

اس دور کی تین مشہور سورتوں (سورۃ الشعراء، نمل، قصص) میں صاحب روح

المعانی کے مطابق ہے سورۃ الشعرا نازل ہوئی، پھر سورۃ نمل اور اس کے بعد سورۃ قصص لیکن بعض علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ سورۃ نمل ۸ یا ۹ نبوی میں نازل ہوئی اور سورۃ قصص ۸ یا ۹ یا ۱۰ نبوی میں نازل ہوئی اور سورۃ الشعراء ۱۰ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس لئے کہ ان سورتوں کے آغاز میں مطابقت ہے۔

سورۃ الشعراء

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾

طٰسٓمٓ! یہ کتاب مبین کی آیات ہیں شاید آپ اپنے کو ہلاک کر لیں گے کہ وہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ [۱]

سورۃ النمل

طٰسٓ تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲﴾

طٰسٓ، یہ قرآن اور کھلی ہوئی کتاب کی آیات ہیں اور مومنوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔ [۲]

سورۃ القصص

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾

طٰسٓمٓ! یہ کھلی کتاب کی آیات ہیں ہم تجھے ایمان دار لوگوں سے

---

[۱] سورۃ الشعراء: ۱ تا ۳

[۲] سورۃ النمل: ۱ تا ۲

لئے موسیٰ اور فرعون کے سچے حالات سناتے ہیں۔ [۱]

تعلیمات واحکامات

اس دور (وسطیٰ) کی سورتوں میں ایک سورۃ ''المعارج'' بھی ہے جس میں چند امور کی تعلیم اور تاکید ہے۔

﴿۱﴾ وہ نمازی جو پابندی سے نماز پڑھنے والے ہیں۔ [۲]

﴿۲﴾ وہ لوگ جو مال کے ذریعہ دوسروں کی امداد کرتے ہیں۔ [۳]

﴿۳﴾ وہ لوگ جو قیامت کے دن کی تصدیق کرتے ہیں [۴]

﴿۴﴾ وہ لوگ جو اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، صرف اپنی بیویوں اور باندیوں کے لئے ان کو اجازت ہے [۵]

﴿۵﴾ وہ لوگ جو امانت اور عہد کا پاس کرتے ہیں۔ [۶]

﴿۶﴾ وہ لوگ جو اپنی شہادتوں کو قائم کرتے ہیں، یعنی راستبازی کے ساتھ گواہی دیتے ہیں۔ [۷]

﴿۷﴾ وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ [۸]

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ ان امور کی پابندی کریں گے وہ

---

[۱] سورۃ القصص ۱ تا ۳۱

[۲] سورۃ المعارج: ۲۳

[۳] سورۃ المعارج: ۲۴، ۲۵

[۴] سورۃ المعارج: ۲۶

[۵] سورۃ المعارج: ۲۹، ۳۰

[۶] سورۃ المعارج: ۳۲

[۷] سورۃ المعارج: ۳۳

[۸] سورۃ المعارج: ۳۴

جنت میں جائیں گے۔ [۱]

سورۃ لقمان

اس دور وسطیٰ کی ایک سورۃ لقمان بھی ہے اس سورۃ میں حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے جو نصیحتیں اپنے فرزند ارجمند کو کیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو فرمایا

اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ اگر ماں باپ تمہارے اوپر میرے ساتھ شرک کرنے کے لئے دباؤ ڈالیں تو ان کا حکم نہ ماننا۔ مگر دنیاوی امور میں ان کا حکم تسلیم کرنا ہوگا۔ اور اس شخص کے راستہ کی اتباع کر وجس کا راستہ میری طرف لوٹ کر آرہا ہے۔

اے فرزند ارجمند: اگر ذرہ مقدار کے برابر کوئی چیز کسی چٹان میں ہے یا آسمان وزمین میں پوشیدہ ہے اس کا بھی خدا کو علم ہے۔

اے فرزند! نماز قائم کر نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر، اور مصیبت پر صبر کر، بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔ لوگوں سے منہ موڑ کر بات نہ کر اور نہ زمین پر اکڑ کر چل، اللہ تعالیٰ فخر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور آواز کو پست رکھ، سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔

نماز اور زکواۃ

سورۃ نمل مکی ہے اور یہ مکمل سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ [۲]

اس سورۃ کا آغاز ان آیات سے ہوا ہے۔

---

[۱] سورۃ المعارج:۳۵

[۲] روح المعانی

طٰسٓ ! یہ آیات قرآن مبین کی ہیں، جو ہدایت اور بشارت مومنین کے لئے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔ [1]

علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں

ظاہر مذہب یہی ہے کہ اس جگہ زکواۃ سے مراد زکواۃ ہی ہے وہ زکواۃ نہیں جس کے ضوابط مدینہ میں مقرر ہوئے زکواۃ بحیثیت رکن اسلام ہے جو اپنے تمام قوانین کے ساتھ مدینہ میں فرض ہوئی لیکن بحیثیت مالی عبادت کے وہ مکہ میں فرض تھی، اس آیت کی تائید سورۃ حم السجدہ کی اس آیت سے ہوئی ہے۔ (سورۃ حم السجدہ میں دور وسطیٰ میں نازل ہوئی)۔

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۝ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ ۝

اور تباہی ہو مشرکین کی جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ [2]

فریضہ اقامت دین

مکی سورتوں کے دور وسطیٰ میں سورۃ الشوریٰ بھی ہے جس میں اقامت دین پر زور دیا گیا ہے آیت نمبر (۱۳) میں فرمایا۔

اس نے تمہارے لئے دین کی راہ مقرر کی جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جو ہم نے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تیری طرف وحی کی ہے جو ہم نے ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو حکم دیا تھا یہ کہ دین کو قائم رکھو۔ اور اس میں

---

[1] سورۃ النمل: ۱ تا ۳

[2] سورۃ حم سجدہ: ۶۔۷

پھوٹ نہ ڈالو۔

مشرکین پر وہ بات بھاری ہے جس کی طرف تو انہیں بلاتا

ہے، اللہ جسے چاہے اپنی طرف چن لے اور اپنی طرف

سے راہ دکھاتا ہے جو رجوع کرتا ہے۔

یعنی یہ دین قدیم ہے اس دین کے ایک داعی جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جیسا کہ سورۃ احقاف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوایا۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان کر دیں کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔ [1]

اقامت دین سے کیا مراد ہے، یہ ایک طویل بحث ہے اور یہاں اس کا موقع و محل نہیں ہے اور سورۃ شوریٰ کی آیت (۱۵) میں آپ کو حکم ہوا۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ

اسی کی آپ دعوت دیجئے جس کا آپ کو حکم ملا ہے اور ان کی

نوازشات کی پرواہ نہ کیجئے۔

یعنی اوامر الٰہی پر عمل کرنا اور پھر لوگوں کو عمل کی دعوت دینا یہ اقامت دین ہے۔

مکی سورتوں کا دور آخر

مکی سورتوں کا دور آخر از ۱۲ نبوی تا ۱۳ نبوی پر محیط ہے۔ اس دور میں ۱۲ سورتیں نازل ہوئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) یٰسٓ:

۱۲ یا ۱۳ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر آنحضرت

---

[1] سورہ الاحقاف:۹۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی ہے اور قرآن مجید کے نزول کی غرض وغایت بیان کی ہے اور کفار کو ان کے ظلم وستم سے بار بار ڈرایا گیا ہے اس کے علاوہ توحید الٰہی اور انسانی کمالات کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے اور بعض انبیائے کرام کے حالات بیان کر کے دعوت کو زوردار طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔

﴿۲﴾ بنی اسرائیل:

۱۲ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں پہلے واقعہ معراج کا بیان ہے، اس کے بعد بنی اسرائیل کا ذکر کر کے کفار کو تنبیہ کی گئی ہے اور قرآنی دعوت کو قبول کرنے کی تلقین کی ہے اس کے بعد سعادت وشقاوت، مبداء ومعاد کا تذکرہ ہے توحید الٰہی اور نبوت پر دلائل فراہم کئے گئے ہیں اور اس کے علاوہ اس سورۃ میں اخلاقیات کی تعلیم یعنی عبادت الٰہی، والدین کی خدمت، اور ان کے ساتھ حسن سلوک، مساکین اور مسافروں کی امداد، اور فضول خرچی سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ قتل کرنے اور یتیم کا مال ناجائز طریقے سے کھانے سے روکا گیا ہے پورا تولنے کی تلقین کی گئی ہے۔ دعوت سے اعراض پر تنبیہ، قصہ آدم، ہجرت کی طرف اشارہ، اقامت صلوٰۃ قرأت قرآن، صلوٰۃ تہجد کی تلقین وغیرہ کا بیان ہے۔

﴿۳﴾ یونس:

۱۳ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں پہلے توحید الٰہی اور عقیدہ آخرت پر دلائل دیئے گئے ہیں کفار کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ رسالت پر کفار کے شکوک وشبہات کو رفع کیا گیا ہے آخرت کی زندگی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ انسانی فطرت کی عکاسی کمال درجہ کے مواعظ اور بعض انبیائے کرام کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

﴿۴﴾ هود:

۱۳ نبوی میں نازل ہوئی اس کا موضوع سورۃ یونس جیسا ہے صرف طرز بیان میں فرق ہے۔

﴿۵﴾ یوسف:

۱۳ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ میں پہلے قرآن پاک پر روشنی ڈالی ہے اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ، از اول تا آخر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور کفار کو تنبیہ بھی کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی بھی دی گئی ہے اور آئندہ عروج حاصل کرنے کی طرف اشارہ بھی ہے۔

﴿۶﴾ الانعام

۱۳ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں پہلے شرک کا بطلان کیا گیا ہے اور عقیدہ آخرت کی دعوت، جاہلانہ توہمات کی تردید کی ہے اخلاقیات کے بڑے بڑے اصول بیان کئے ہیں آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے طرز عمل سے تسلی کی تلقین کی ہے اور دوسری طرف کفار کو ان کے انکار و اعراض پر دوسری قوموں کے حالات بیان کر کے تنبیہ کی ہے اور آخرت کی زندگی اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسالت کے دلائل دیئے ہیں۔ ذبیحہ کا ذکر، حرام نہ کھانے کی تلقین، جاہلانہ رسومات کی تردید وغیرہ اس سورۃ کے موضوع ہیں۔

﴿۷﴾ النحل:

۱۲ یا ۱۳ نبوی میں نازل ہوئی اس سورۃ کا موضوع بھی سورۃ انعام جیسا ہے صرف آخری جزو علیحدہ ہے۔

﴿۸﴾ ابراھیم:

۱۲ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں کفار کے انکار پر ان کو سخت تہدید و توبیخ کی گئی ہے قوم موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں مومنین کے انجام خوش اور کفار کے انجام بد کا بھی تذکرہ ہے اور آخر میں دعائے ابراہیم (علیہ السلام)۔

﴿۹﴾ المومنون:

۱۲ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں اتباع رسول کی دعوت، انسان، زمین اور آسمان کی پیدائش کا ذکر اور انبیائے کرام کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں۔

﴿۱۰﴾ العنکبوت:

۱۳ نبوی یا ا ہجری میں نازل ہوئی اس سورۃ میں کفار کے ظلم وستم پر مسلمانوں کو استقامت کی تلقین اور ہجرت کا اشارہ، کفار کے ظلم وستم پر ان کی سخت نکیر اور انبیائے کرام پر مظالم کی داستان کا ذکر ہے۔

﴿۱۱﴾ المطففین:

اس سورۃ کا زمانہ نزول ۱۳ نبوی یا ایک ہجری ہے اس سورۃ میں کم تولنے پر سخت تہدید وتوبیخ، آخرت کی دعوت مومنوں کا انجام خوش اور کفار کا انجام بد کا تذکرہ ہے۔

﴿۱۲﴾ الرعد

۱۳ نبوی یا ایک ہجری میں نازل ہوئی اس سورۃ میں دعوت رسول کی تصدیق، مبداء اور معاد و آخرت اور توحید الٰہی پر دلائل کا ذکر ہے۔

تاریخی حالات اور پس منظر

مکی سورتوں کے دور آخر میں (۱۲) سورتیں شامل ہیں۔ ان میں ایک سورۃ بنی اسرائیل ہے۔ جس میں واقعہ معراج کا ذکر ہے۔ واقعہ معراج ہجرت سے ایک سال قبل ۱۲ نبوی میں پیش آیا۔ واقعہ معراج کو کم از کم (۲۵) صحابہ کرام نے روایت کیا ہے یہ سورہ بنی اسرائیل واقعہ معراج کے فوراً بعد نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

پاک ہے وہ ذات پاک جو لے گئی اپنے بندے کو رات
میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

مفسرین کرام اور اہل سیر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو اسراء کہتے ہیں۔

جونص کہتی ہے اور اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے اور مسجد اقصیٰ سے عرش معلیٰ تک کے سفر کو معراج سے تعبیر کیا گیا ہے معراج کی تفصیل کتب حدیث وسیرت میں بڑی تفصیل سے آئی ہے۔

تعلیمات واحکامات

سورۃ بنی اسرائیل میں واقعہ معراج کے بعد اخلاقیات کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرہ کے قیام کے سلسلہ میں چند اصول بتائے ہیں کہ ان اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہوسکتی ہے اور وہ اصول کیا ہیں۔ ان کی تفصیل درج ہے۔

﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ کی بالادستی

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو معبود نہ ٹھہراؤ، اور تو برے حالوں بے کس ہو کر بیٹھا رہے گا اور تیرا رب صاف صاف حکم دے چکا ہے۔ کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔ [۱]

﴿۲﴾ والدین کی اطاعت

اور والدین کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بوڑھے ہو جائیں۔ تو ان کو اف تک نہ کہو۔ ان سے شرافت کی بات کرو اور ان کے لئے ذلت کے بازو جھکاؤ اور ان کے سامنے ادب سے بات کرو اور کہو الٰہی ان پر ایسا ہی کرم فرما۔ جیسا کہ ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔ [۲]

---

[۱] سورۃ بنی اسرائیل: ۲۲۔ ۲۳

[۲] سورۃ بنی اسرائیل: ۲۳، ۲۴

ان آیات میں دو چیزوں کا ذکر ہوا ہے، توحید کا اور والدین کی اطاعت کا اور آداب کا اس لئے ان دونوں میں ایک قسم کی نسبت اور مشابہت ہے والدین کی پرورش، ان کی شفقت و محبت ربوبیت کبریٰ سے مشابہ ہے جو شخص والدین کا اطاعت شعار ہے وہ شخص ربوبیت کبریٰ کو بھی پہچان لے گا۔ جس کا نام توحید ہے اور جو شخص والدین کا مطیع و فرمانبردار نہیں، جو عارضی ربوبیت سے غافل ہے، وہ اصلی رب کا بطریق اولیٰ منکر ہو گا یعنی جو خدا پرست ہے وہ حقوق انسانی کی نگہداشت کر سکے گا اور جس کے دل میں اللہ کا ڈر نہیں وہ انسانی فرائض کو کیونکر محسوس کر سکتا ہے۔ جو انسان کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔

آیت کا مقصد یہ ہے کہ توحید اصل الاصول ہے۔ خدا کا فیصلہ ہے، عقل کا تقاضا ہے، اسی طرح والدین کی فرمانبرداری ضروری ہے، ان کے ساتھ مروت و اخلاق لازم ہے گستاخی کے کلمات سے احتراز کرنا چاہئے، انہیں نا ملائم اور درشت انداز میں مخاطب کرنا جائز نہیں۔ [1]

لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سورۃ لقمان میں وضاحت بھی فرما دی کہ ماں باپ کی اطاعت و فرمانبرداری مثبت احکام میں کی جائے۔ منفی احکام میں ان کا حکم نہ مانا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اور اگر وہ دونوں تجھے اس بات کا دباؤ ڈالیں، کہ تو میرے ساتھ شریک کرے۔ جس کا تجھے علم نہ ہو۔ تو ان کا کہنا نہ ماننا ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو۔ تمہارا سب کا لوٹنا میری طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبر دار

[1] سراج البیان ۳۔۷۹۔۲

کردوں گا۔ [1]

اس لئے یہاں بات واضح ہو جاتی ہے کہ والدین کی خدمت میں اگر کسی شرعی حد پر ضرب پڑتی ہے تو اس صورت میں ان کی اطاعت ضروری نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واضح ارشاد ہے۔

لاطاعة المخلوق فی معصیة الخالق

خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔

﴿۳﴾ انسانی حقوق

والدین کے بعد دیگر قرابتداروں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو۔ بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔ اور اگر تجھے ان سے منہ پھیرنا پڑے اپنے رب کی اس رحمت کی جستجو نہیں جس کی تو امید رکھتا ہے۔ تو بھی تجھے چاہیے کہ عمدگی اور نرمی سے انہیں سمجھا دے۔ اپنا ہاتھ گردن سے باندھا ہوا نہ رکھ اور نہ ہی اسے بالکل کھول دے کہ پھر ملامت کیا ہوا درماندہ بیٹھ جائے یقیناً تیرا رب جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔ [2]

ان آیات میں تمام انسانی حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دی گئی ہے اور اسلام یہاں

---

[1] سورۃ لقمان۔ ۱۵

[2] سورۃ بنی اسرائیل: ۲۶ تا ۳۰

عقائد پر زور دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ اللہ کی چوکھٹ پر جائیں پاکباز رہیں وہاں وہ حقوق انسانی کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے کہ عزیز داری اور قرابت کا خیال رکھو رشتہ وتعلق کی حرمت کو ملحوظ رکھو مساکین اور محتاجوں کی طرف بھی توجہ مرکوز کرو مسافروں اور غریب الوطن لوگوں کی مدد کرو۔

مولانا محمد حنیف ندوی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

اسلام صرف زہد اور ورع کا نام نہیں پرہیزگاری اور عبادت سے تعبیر نہیں بلکہ اسلام میں یہ بھی داخل ہے کہ تمہارے ماں باپ تم سے خوش ہوں تمہارے عزیزوں سے تمہارے تعلقات بہتر ہوں تمہارے دل میں مسکینوں اور غریبوں کے لئے ہمدردی کا جذبہ موجزن ہو۔ تمہارا گھر مسافروں اور ایمان والوں کے لیے کھلا رہے اگر تمہیں ان لوگوں سے اختلاف کرنا پڑ جائے تو لڑائی اور جنگ درست نہیں بلکہ دلنشین انداز میں انہیں سمجھا دو عزیزوں سے لڑائی انسانی حقوق سے تغافل والدین کی نافرمانی و ناخوشی مسافر اور غریبوں سے بدسلوکی جائز نہیں مسلمان وہ ہے جو اللہ کو خوش رکھے اور اس کی مخلوق کو بھی۔ [1]

﴿۴﴾ قتل اولاد

کثرت اور قلت پیداوار کا مسئلہ انسانوں کے سامنے ہمیشہ رہا ہے اور اس پر قابو پانے کے لیے عاقبت نا اندیش لوگوں نے قتل اولاد کے ذریعہ اس کا حل تلاش کیا ہے جو کہ سراسر ناجائز ہے۔ زمانہ قدیم میں بھی نسل کشی اس کا واحد علاج سمجھا جاتا تھا موجودہ زمانہ میں اسقاط حمل اور وہ اقدامات جو موانع حمل ہیں یہ سب ایک ہی معنی رکھتے ہیں اور یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ تقسیم رزق اور عطائے رزق اس قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے جو اس کائنات کا خالق ہے اللہ کا ارشاد ہے۔

مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد قتل نہ کرو انہیں اور تمہیں ہم رزق

[1] سراج البیان ۳/ ۶۸۰

دیتے ہیں۔ان کا قتل بڑا گناہ ہے۔[1]

﴿۵﴾ حرمت زنا

قتل اولاد کے بعد حرمت زنا کو بیان فرمایا ہے۔ یہ عمل بہت ہی غیر انسانی ہے زمانہ جاہلیت ہی میں نہیں بلکہ تمام مذاہب اور تمام زمانوں میں اس کو غیر شریفانہ اور بے حیائی کا فعل شمار کیا گیا ہے اور مسلم معاشرہ میں اس کی ذرہ برابر گنجائش نہیں ہے۔اس لئے ارشاد فرمایا۔

اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔وہ بڑی بے حیائی اور برا راستہ ہے۔[2]

زنا کی حرمت زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے لیکن اس کے بارے میں ہجرت سے پہلے یہ اعلان کر دیا گیا کہ یہ بڑی بے حیائی کا راستہ ہے سورۃ نور میں اس کو قانونی جرم قرار دے کر اس کی قانونی سزا مقرر فرمادی اور مسلم معاشرہ سے بے حیائی کو ختم کرنے کے لئے احکامات حجاب بیان فرمائے۔

﴿۶﴾ صراحۃً قتل کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے صراحۃً قتل سے روکا ہے اور صراحۃً قتل کو حرام قرار دیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں انسانی خون کی اس طرح ارزانی تھی کہ ایک قتل پر جنگ چھڑ جاتی تھی اور وہ جنگ برسوں جاری رہتی اور سینکڑوں آدمی قتل ہو جاتے اگرچہ قانون دیت بھی رائج تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اور کسی جان کو مارنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے ہرگز ناحق قتل نہ کرنا۔اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے پس اسے چاہیے کہ مار ڈالنے

---

[1] سورۃ بنی اسرائیل:۳۱

[2] سورۃ بنی اسرائیل:۳۲

میں زیادتی نہ کرے بے شک وہ مدد کیا گیا ہے۔ [۱]

شریعت اسلامیہ نے صرف چھ آدمیوں کا قتل جائز قرار دیا ہے۔

﴿۱﴾ قتل عمد کا مرتکب

﴿۲﴾ دین حق سے پھر جانے والا یعنی مرتد

﴿۳﴾ اسلامی حکومت یا امام حق سے باغی

﴿۴﴾ شادی شدہ کا مرتکب زنا ہونا

﴿۵﴾ قطاع طریق

﴿۶﴾ توہین رسالت کا مرتکب

بعض علمائے اسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کرنے والوں کا قتل جائز قرار دیا ہے۔ اور بعض نے ان کو باغی جماعت میں شمار کیا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک تارک صلوٰۃ قصداً کا قتل کرنا واجب ہے اور بعض ائمہ کرام نے لواطت کے مرتکب افراد کا بھی قتل جائز قرار دیا ہے۔ [۲]

قتل عمد کے سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہیں ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کو نیست و نابود کر دینا ایک مومن کے ناحق قتل سے زیادہ آسان ہے۔

اس لئے کہ قتل ناحق یعنی بلاوجہ کسی شخص کو زندگی سے محروم کر دیا جائے۔ تو اس سے دنیا میں ابتری اور بدنظمی پھیلے گی۔

﴿۷﴾ مال یتیم

مال یتیم کے حفاظت اگرچہ ایک انفرادی حکم ہے۔ لیکن اس کے نتائج اور اثرات

---

[۱] سورۃ بنی اسرائیل: ۳۳

[۲] تفسیر مظہری اور تفسیر روح المعانی

بہت دوررس ہیں اس لئے اس کے بارے میں ارشادفرمایا

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ۔ بجز اس طریقہ کے بہت
ہی بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے۔ [۱]

یعنی یتیم کے مال کی اچھی طرح نگہداشت کرو اور صرف اس کے مفاد کی خاطر اس کا مال صرف کرو۔ اور جب تک جوان نہ ہو اس کے مال کی حفاظت دیانتداری کے ساتھ تمہارے ذمہ ہے اگر اس میں غفلت، کوتاہی اور بے ایمانی کا ارتکاب کرو گے تو اس کے بارے میں سورۃ النساء کی آیت نمبر (۱۰) میں ارشادفرمایا۔

جو لوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں
آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب دوزخ میں جائیں گے۔

﴿۸﴾ مارکیٹ کی بددیانتی

مارکیٹ میں بددیانتی کرنے سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے اور اس کے بارے میں ارشادفرمایا۔

اور جب ناپنے لگو، تو بھرپور پیمانے سے ناپو، اور سیدھے ترازو
سے تولا کرو، یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔ [۲]

اور اس کی خلاف ورزی پر اس کی سخت مذمت فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے، کہ جب
لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ
کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ [۳]

---

[۱] سورۃ بنی اسرائیل: ۳۴

[۲] سورۃ بنی اسرائیل: ۳۵

[۳] سورۃ المطففین ۱۔۳

یہ معاشرہ کی سب سے بڑی خرابی ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿۹﴾ ایفائے عہد کا حکم اور بغیر علم کے کوئی بات کرنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے یہاں اسلامی معاشرہ میں بگاڑ پیدا کرنے والی خرابیوں کا ذکر کیا ہے اس کے ساتھ دو ایسے امور کے اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ان کے اختیار کرنے سے اسلامی معاشرہ کی خوبیاں اجاگر ہوں گی۔ اور امن وسلامتی کی فضا قائم ہوگی

﴿۱﴾ جب وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو۔ اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ [۱]

﴿۲﴾ اور جس بات کا تجھے علم نہیں اس کے درپے نہ ہو، بے شک کان، آنکھ، دل ہر ایک سے اس بارے میں سوال ہوگا۔ [۲]

اور اس کے ساتھ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اپنی زندگی میں میانہ روی اختیار کرو، زمین پر اکڑ کر نہ چل۔ تکبر اور غرور کو اپنے نزدیک نہ آنے دو، حلیمی اور بردباری سے اپنی زندگی گزارو۔

اے انسان اگر تو ان چیزوں سے پرہیز کرے گا تو اس میں تمہارا ہی بھلا ہے اگر اختیار کرے گا تو اس سے تیرا اپنا نقصان ہوگا۔ نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ تو پہاڑوں کی بلندی پر پہنچ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اور زمین پر اکڑ کر نہ چل کہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے۔ [۳]

---

[۱] سورۃ بنی اسرائیل: ۳۴

[۲] سورۃ بنی اسرائیل: ۳۶

[۳] سورۃ بنی اسرائیل: ۳۷

یہ عام معاملات کی باتیں ہیں جن پر دنیا کے نظام کی حکمرانی قائم ہے۔ جب تک ان باتوں پر عمل نہ ہو، دنیا کا امن مخدوش رہتا ہے اسلام چونکہ فطرتاً تمدنی مذہب ہے اس لئے وہ ان اساسی حقائق کو پوری اہمیت کے ساتھ ظاہر کرتا ہے۔

اسلام کی ایک اہم عبادت (نماز)

نماز پنجگانہ معراج میں فرض ہوئی، اور نماز کے متعلقہ مسائل اور فضائل وغیرہ اس دور آخر میں نازل شدہ سورتوں میں بیان ہوئے۔ جن کی مختصر تفصیل درجہ ذیل ہے۔

نماز کو قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک، اور فجر کا قرآن پڑھنا لازم کرو کیونکہ کہ فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ [1]

اس آیت کی تفسیر میں مولانا محمد حنیف ندویؒ لکھتے ہیں کہ

قرآن نے نماز کے ایسے اوقات بتائے ہیں جب کہ سورج زوال پذیر ہوجائے۔

دلوک

وہ وقت ہے جب سورج افق نور سے ڈھل جائے۔

اور یہ تین دفعہ ہوتا ہے ظہر کے وقت جب سورج پہلی دفعہ زوال پذیر ہوتا ہے عصر کے وقت جب دوسری دفعہ دوسری مرتبہ میں افق نور سے سورج ڈھلتا ہے اور تیسری دفعہ جب افق مغرب میں غروب ہوجاتا ہے۔

لدلوك الشمس۔ سے غرض یہ ہوگی کہ کلما دلکت الشمس

غسق اللیل:۔ رات کی نماز ہے یعنی عشاء اور قرآن الفجر صبح کی۔

اس طرح پانچوں نمازوں کا ذکر قرآن کی ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] سورۃ بنی اسرائیل: ۷۸

[2] سراج البیان ۳۔ ۶۹۳

سورۃ ہود میں ارشاد ہے

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ

دن کے دونوں سروں میں نماز برپا رکھ، اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لئے۔ [۱]

اس آیت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے نزدیک طرفین سے فجر و عصر مراد ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک فجر و مغرب ہے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مسلک کی تائید کی ہے اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔

نماز کے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہیں اور قرآن مجید نے نماز کے بارے میں جو فلسفہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ

اور نماز قائم کریں یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے بے شک اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے۔ [۲]

نماز میں حصول تقویٰ کی بہترین صورتیں ہیں اس لئے اگر کوئی شخص نماز قائم کرے گا اور روح نماز کو سمجھنے کی کوشش کرے گا تو نماز اس کے دل میں پاکیزگی کے جذبات پیدا کرے گی اور اسے نیک بنا دے گا اور وہ گناہ جو اس نے جہالت کی وجہ سے کئے ہیں نیکیوں تلے دب جائیں گے نماز بہترین وظیفہ طہارت ہے۔

نماز ہر اعتبار سے اللہ کی سب سے بڑی عبادت ہے اسلام کی کوئی عبادت اتنی عظیم

---

[۱] سورۃ ہود: ۱۱۴

[۲] سورۃ عنکبوت: ۴۵

حیثیت نہیں رکھتی جو حیثیت نماز کو حاصل ہے۔نماز ہی وہ عبادت ہے کہ اتنی دیر کے لئے آدمی پوری دنیا سے تعلق ختم کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ لیتا ہے جیسا کہ سورۃ المومنون میں ارشاد فرمایا۔

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲

جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔[1]

سورۃ الانعام

سورۃ الانعام ۱۳ نبوی میں نازل ہوئی اور یہ سورۃ مکمل ایک بار نازل ہوئی اور مکہ معظمہ میں اس کا نزول ہوا اس سورۃ کی آیت (۱۵۱) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

تو کہہ، آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے (فرماتا ہے) کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ اور والدین سے نیکی کرو اور افلاس کے ڈر سے اولاد کو نہ مارو، تمہیں اور انہیں رزق ہم دیتے ہیں اور بے حیائی کے نزدیک نہ جاؤ ظاہر ہوں خواہ ہوں پوشیدہ اور جس جان کا قتل خدا نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرو۔ مگر حق پر یہ باتیں ہیں جن کا تمہیں حکم ملا ہے شاید تم سمجھو۔

اس آیت کی تفسیر میں مفکر اسلام مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ یہود و مشرکین کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

کہ تم محض رسوم وشرک کی پیروی کرتے ہو۔ اصل باتیں جو انسان کی ہلاکت اور تباہی کا باعث ہیں تم نہیں جانتے آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ کیا کیا چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام

---

[1] سورۃ المومنون: ۲

قرار دی ہیں۔

﴿۱﴾ شرک

کیونکہ اس سے انسانی عزت وحرمت زائل ہو جاتی ہے نفس ذلیل ہوتا ہے۔ جہالت پھیلتی ہے اور دماغی ارتقا رک جاتا ہے۔

﴿۲﴾ والدین کی نافرمانی

اس سے عقوق وسرکشی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ احسان فراموشی کی عادت پڑ جاتی ہے جو شخص والدین کے لئے تکلیف دہ ہے وہ سماج یا سوسائٹی کے لئے کبھی مفید ثابت نہیں ہوسکتا۔ والدین کی اطاعت شعاری بہترین اخلاق پیدا کرتی ہے۔

﴿۳﴾ قتل اولاد

اس میں ضبط تولید کا مفہوم بھی شامل ہے۔

﴿۴﴾ ارتکاب خواہش

یعنی مسلمان کو پاک باز ہونا چاہئے۔ بے حیائیوں سے نسل انسانی خراب ہو جاتی ہے صحت بگڑتی ہے افلاس آتا ہے اور دل تاریک ہو جاتا ہے۔

﴿۵﴾ ناجائز قتل

یعنی بلا سبب شرعی کسی کو مار ڈالنا ناجائز قتل ہے۔ اسلام ایک ضابطہ ہے فوضویت یا عدم قانون کی روح کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اس سے انسانی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

﴿۶﴾ یتیم کا مال نگل جانا

یہ بدترین اور ذلیل قسم کا گناہ ہے۔ اسلام حقوق انسانی کا سب سے بڑا پاسبان ہے۔ اس لئے اس نوع کے جرائم گوارا نہیں کرسکتا۔

﴿۷﴾ کم تولنا

کیونکہ اس سے تجارت عامہ کو نقصان پہنچتا ہے اور بد دیانتی پیدا ہوتی ہے۔

﴿۸﴾ بے انصافی۔

یہ بھی معاشرہ میں عدم استحکام اور قواعد شکنی کا باعث بنتا ہے اس لئے اسلام نے اس سے بھی روکا ہے۔

﴿۹﴾ اللہ کے عہد کے ساتھ بے وفائی

یعنی شریعت فطرت کے ساتھ بے انصافی یہ احکامات دین کی اصل اساس ہیں وہ لوگ جو ان پر عمل پیرا ہوں وہ دنیا کی بہترین قوم ہیں۔ [1]

سورۃ یٰسین

کتب سیرت میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے لئے اپنے گھر سے نکل رہے تھے اور کفار مکہ نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ تو آپ اس وقت سورۃ یاسین کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اور اس کی ابتدائی آیات پڑھ کر ان کی طرف مٹی پھینکی تھی۔ اس واقعہ سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ یہ سورۃ ہجرت سے قبل نازل ہو چکی تھی۔

کتب حدیث میں اس سورۃ کے فضائل بیان ہوئے ہیں اور اس سورۃ کو قرآن مجید کا دل بتلایا ہے یہ ایک ایسی تشبیہ ہے جس سے اس کے مضامین کی اہمیت ثابت ہوتی ہے یعنی جس طرح دل کے اوپر مدار حیات ہے اسی طرح اس سورۃ میں جو بیان ہوا ہے ان کو تسلیم کر لینے پر حیات ایمانی موتوف ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ وہی چیزیں ہو سکتی ہیں جو ارکان ایمان ہیں اور ان ہی چیزوں کا کافر انکار کرتے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

---

[1] تفسیر سراج البیان ۲ / ۳۵۲

مدنی دور

مدنی دور کی سورتوں کی خصوصیات

مکی دور کے مقابلہ میں مدنی دور کی سورتیں عموماً طویل ہیں اور ان میں مضامین کا انداز نہایت سہل اور واضح ہے اس دور کی سورتیں دلائل کی قوت اور حقائق کی عظمت سے لبریز ہیں۔ مدنی سورتوں میں زیادہ تر مخاطب اہل کتاب ہیں اور اہل کتاب اس کے اہل تھے کہ وہ حقائق کو سمجھیں اس لئے ایسے مضامین واضح اور آسان اور دلائل سے پیش کئے گئے اور بہت سی آیات میں ان کو مناظرہ کی دعوت دی گئی۔ اس کے علاوہ اہل کتاب میں جو عیب اور بیماریاں تھیں، یعنی بغض، حسد، عناد، غرور و تکبر، جھوٹ، اللہ کی آیات میں تحریف کرنا، سچی بات کو چھپانا، ان تمام باتوں کو قرآن مجید نے نمایاں طور پر واضح کیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے مقامات پر تورات اور انجیل کی ان عبارتوں کا ذکر کیا ہے جن میں آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت اور آپ کی نشانیوں کا تذکرہ ہے اور اہل کتاب کو حکم دیا گیا ہے کہ۔

وہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لائیں تا کہ ایک طرف تو مضامین قرآن کی حقانیت ثابت ہو جائے اور دوسری طرف اہل کتاب پر حجت پوری ہو جائے۔

مدنی سورتوں میں اس بات کا بار بار ذکر کیا گیا ہے کہ تورات، انجیل آسمانی کتابیں ہیں اور قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے اور اس بات کی بھی تائید کرتا ہے کہ تمام آسمانی کتابیں اصول دین اور توحید پر متفق ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اہل کتاب قرآن پر ایمان نہ لائیں اور دلائل سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ تورات و انجیل پر ایمان رکھنے کا تقاضا یہی ہے کہ

اہل کتاب قرآن کریم کو تسلیم کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں۔

مدنی سورتوں کی خصوصیات یہ ہیں کہ ان میں عبادات اور معاملات سے تعلق رکھنے والے احکام، حلال وحرام، فرائض و واجبات اور ممنوعات کا بیان ہے اسی طرح غزوات، جہاد، مال غنیمت، خرچ، جزیہ، حدود و قصاص کے مسائل کا بھی تذکرہ ہے علاوہ ازیں اخلاق، تہذیب وتمدن اور سیاست کے بڑے بڑے اصول و مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔

مدنی سورتوں کے ادوار

دوراول:

اہجری تا ۵ ہجری اس دور میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان کی تعداد (۱۶) ہے۔

دورآخر:

از ۶ ہجری تا ۱۰ ہجری اس دور میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان کی تعداد (۱۱) ہے۔

مدنی سورتوں کا دوراول

مدنی دوراول میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿۱﴾ المطففین:

﴿۲﴾ العنکبوت:

﴿۳﴾ الرعد:

ان تینوں سورتوں کے بارے میں علمائے تفسیر میں اختلاف ہے۔

بعض علمائے نے ۱۳ نبوی کا آخر اور بعض علمائے نے اہجری بتایا ہے۔ ان تینوں سورتوں کا تعارف مکی سورتوں کے دور آخر میں بیان ہو چکا ہے۔

﴿۴﴾ البقرہ:

۲ ہجری میں نازل ہوئی اس سورۃ میں اسلامی دعوت کا جدید مرحلہ، منافقین اور بنی اسرائیل کے حالات اور اسلامی شریعت کے بہت سے احکام و مسائل کا بیان ہے۔

﴿۵﴾ انفال:

۲ ہجری یا ۳ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس میں غزوہ بدر، مسلمانوں کی نصرت، کفار کی ریشہ دوانیاں اور مسلمانوں کی بعض کمزوریوں کی نشاندہی، مال غنیمت کی تقسیم، قیدیوں کے احکامات، یہودیوں کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں اور قانون صلح و جنگ کا بیان ہے۔

﴿۶﴾ آل عمران:

اس سورۃ کا زمانہ نزول ۲ ہجری تا ۹ ہجری بیان کیا جاتا ہے اس سورۃ میں جنگ بدر، اور جنگ احد کے حالات، اہل کتاب اور مومنین سے خطاب عام، یہود و نصاریٰ کی اعتقادی گمراہی، مسلمانوں کی بہترین امت بننے کی ہدایت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے تفصیلی حالات، بیت اللہ کی عظمت، سود خوری کی مذمت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل، دعوت میں استقامت و عزمیت کی تلقین، رسول کے فرائض منصبی، بنی اسرائیل کا رسالت پر طلب دلیل اور ان کے جواب کا تذکرہ ہے۔

﴿۷﴾ احزاب:

۵ ہجری میں نازل ہوئی اس سورۃ میں غزوہ خندق، منافقین، مشرکین اور یہودیوں کی ریشہ دوانیاں بیان کی گئی ہیں۔

﴿۸﴾ نساء:

علمائے تفسیر نے اس سورۃ کا زمانہ نزول ۲ ہجری تا ۵ ہجری تک بیان کیا ہے۔
اس سورۃ میں نکاح طلاق، میراث اور عورتوں کے حقوق، صلوٰۃ خوف، محرمات کا بیان، امور

خانہ داری، اور ازدواجی زندگی کے بارے میں ہدایات دی گئی ہیں۔ نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھنے کی ہدایت، یہودیوں کی ریشہ دوانیاں، مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب، کفار کے ساتھ جنگی اقدامات کرنے کی ہدایت، اور کئی دیگر احکامات بیان کئے گئے ہیں۔

﴿۹﴾ الحدید:

۲ ہجری تا ۳ ہجری نازل ہوئی اس سورۃ میں انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین، مالی قربانی کی ہدایت، مسلمانوں کو اہل کتاب کی پیروی نہ کرنے کی ہدایت، صدیق اور شہید کا مرتبہ ومقام، اور دنیا سے عدم رغبت کا بیان ہے۔

﴿۱۰﴾ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یہ سورۃ ۱ ہجری تا ۲ ہجری نازل ہوئی۔ اس سورۃ کا نام قتال بھی ہے۔ اس سورۃ کا موضوع مسلمانوں کو جنگ پر آمادہ کرنا ہے۔

﴿۱۱﴾ طلاق:

۱ ہجری تا ۲ ہجری میں اس سورۃ کا نزول ہوا اس سورۃ میں اور عائلی قوانین کے مسائل کا بیان ہے۔

﴿۱۲﴾ البینہ:

اس سورۃ کے نزول کے بارے میں علمائے تفسیر کے درمیان اختلاف ہے۔ اس سورۃ میں مشرکین اور اہل کتاب کی ہٹ دھرمی، اور ان کا انجام بد اور مومنین کے لئے انجام خوش کا بیان ہے۔

﴿۱۳﴾ الحشر:

۴ ہجری میں نازل ہوئی اس سورۃ میں یہودیوں کے ساتھ جنگی کارروائیاں، ان کی فتنہ پروری، اور ریشہ دوانیاں، مقبوضہ اراضی کے بارے میں ہدایات، اور منافقین کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

﴿۱۴﴾ الحج:

اس سورۃ کے زمانہ نزول کے بارے میں علمائے تفسیر کے درمیان اختلاف ہے
اس سورۃ میں حج کے بیشتر مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

﴿۱۵﴾ تغابن:

۱ ہجری یا ۲ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں ایمان، طاقت، آخرت کی دعوت، دنیا کی بے ثباتی اور انسانوں کی تقسیم و تخلیق کا بیان ہے۔

﴿۱۶﴾ الصف:

۳ ہجری اور ۴ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں ایمان و اخلاص کی دعوت، کمزور ایمان والوں اور منافقین کو تنبیہ، میدان جنگ میں جنگی پوزیشن کو مستحکم بنانے کے بارے میں ہدایت کا بیان ہے۔

مدنی دور اول کی سورتوں کے احکامات

مدنی دور اول کی سورتوں میں جو احکامات بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں چھ سورتوں (سورۃ بقرہ، آل عمران، نساء، انفال، احزاب، حشر) کے چند مختصر احکامات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سورۃ البقرہ کے احکامات

یہ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورۃ ہے اس کی ۲۸۶ آیات اور (۴۰) رکوع ہیں، اس میں اسلامی معاشرت کے بیشتر مسائل بیان کئے گئے ہیں اس سورۃ میں جو طویل احکامات بیان ہوئے ہیں اگر ان پر تفصیل سے لکھا جائے تو ایک طویل کتاب تیار ہو سکتی ہے اس لئے یہاں احکامات کے ناموں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

﴿۱﴾ تحویل قبلہ کا حکم

﴿۲﴾ ملت ابراہیمی اور بیت اللہ کی عظمت

﴿۳﴾ فرضیت رمضان المبارک اور احکام

﴿۴﴾ اکل حلال کی ترغیب

﴿۵﴾ حرام اور رشوت کی حرمت

﴿۶﴾ قصاص اور دیت

﴿۷﴾ وصیت

﴿۸﴾ آداب حج

﴿۹﴾ حکم قتال

﴿۱۰﴾ آداب مسجد حرام

﴿۱۱﴾ محرم مہینے

﴿۱۲﴾ انفاق فی سبیل اللہ

﴿۱۳﴾ حج اور عمرہ

﴿۱۴﴾ احصار کا حکم

﴿۱۵﴾ احرام میں رخصت

﴿۱۶﴾ حج تمتع اور قرآن

﴿۱۷﴾ فدیہ کے روزے

﴿۱۸﴾ حج کے مہینے

﴿۱۹﴾ محرمات حج

﴿۲۰﴾ حج کرنے کا طریقہ

﴿۲۱﴾ حرمت خمر کی ابتداء

﴿۲۲﴾ یتامیٰ کی اصلاح

﴿۲۳﴾ مشرک عورت سے نکاح حرام ہے

﴿۲۴﴾ حیض کے احکامات

﴿۲۵﴾ آداب وطی

﴿۲۶﴾ قسم کا طریقہ

﴿۲۷﴾ ایلاء کا حکم

﴿۲۸﴾ رجعت کا حکم

﴿۲۹﴾ مہر اور اس کے احکام

﴿۳۰﴾ رضاعت کا حکم

﴿۳۱﴾ نفقہ کا حکم

﴿۳۲﴾ خوف میں رخصت صلوٰۃ

﴿۳۳﴾ حرمت سود

﴿۳۴﴾ قانون شہادت اور کتابت

﴿۳۵﴾ عدت طلاق

﴿۳۶﴾ اقسام طلاق

﴿۳۷﴾ طلاق مغلظہ

﴿۳۸﴾ عدت وفات

﴿۳۹﴾ صلوٰۃ وسطی

﴿۴۰﴾ انفاق فی سبیل اللہ

﴿۴۱﴾ قرضہ کا حکم

سورۃ آل عمران

مدنی سورتوں میں یہ سورۃ بھی طویل ہے اس کی (۲۰۰) آیات اور (۲۰) رکوع ہیں اس سورۃ میں مختلف احکامات بیان فرمائے ہیں اور مشرکین سے دوستی کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ

الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

مسلمان مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ [1]

اس کے علاوہ اس سورۃ میں حج کی فرضیت، بیت اللہ کی قدامت، اس کا اس کی جگہ ہونا، جہاں تک حج اور بیت اللہ سے متعلق دیگر احکامات کا تعلق ہے۔

اس میں بیان ہوئے ہیں

سورۃ نساء کے احکامات

یہ سورۃ بھی طویل ہے اس میں (۱۷۲) آیات اور (۲۴) رکوع ہیں اس میں بہت سے احکامات بیان فرمائے گئے ہیں جن میں چند ایک احکامات کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

﴿۱﴾ احکام میراث

﴿۲﴾ صلوٰۃ خوف

﴿۳﴾ یتیم کا مال اس کے سپرد کیا جائے۔

﴿۴﴾ یتیم کا مال کھانے کی حرمت

﴿۵﴾ چار عورتوں سے بیک وقت نکاح کرنے کی اجازت

﴿۶﴾ لیکن ایک ہی عورت پر اکتفا کرنے کی ترغیب

﴿۷﴾ عورتوں کے مہر کی ادائیگی کا حکم

﴿۸﴾ ورثا کے حصے

﴿۹﴾ زنا ثابت کرنے کے لئے چار گواہوں کی شرط

﴿۱۰﴾ مہر اور اس کے احکامات

﴿۱۱﴾ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب و تلقین

﴿۱۲﴾ تجارت کے علاوہ باطل طریقوں سے مال حاصل کرنے کی حرمت

---

[1] سورۃ آلِ عمران: ۲۸

﴿۱۳﴾ بد کردار عورتوں سے کیا سلوک کیا جائے۔
﴿۱۴﴾ نماز کی حالت میں نشہ کی حرمت
﴿۱۵﴾ سلام کرنے کا طریقہ
﴿۱۶﴾ احکام قتل ودیت
﴿۱۷﴾ سفر میں قصر صلوٰۃ اور صلوٰۃ خوف کی کفیت
﴿۱۸﴾ عورتوں کو معلق چھوڑنے کی حرمت
﴿۱۹﴾ محرمات نکاح
﴿۲۰﴾ نان ونفقہ کے احکامات
﴿۲۱﴾ حکم بنانے کا طریقہ
﴿۲۲﴾ اجازت تیمم
﴿۲۳﴾ مشرکین کے قتل کا حکم
﴿۲۴﴾ کفارہ قتل کا حکم
﴿۲۵﴾ خلع کے احکام
﴿۲۶﴾ ادائیگی شہادت کے بارے میں ہدایات

ان کے علاوہ اس سورۃ میں اسلامی شریعت اور اسلامی معاشرت کے بہت سے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

سورۃ انفال کے احکامات

اس سورۃ کی ابتداء اس آیت سے ہوتی ہے کہ

آپ سے انفال کے بارے میں سوال کرتے ہیں فرمادیجئے انفال اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے پس اللہ سے ڈرو اور آپس میں تعلقات ٹھیک رکھو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو،

اگر تم مومن ہو۔[1]

مولانا محمد حنیف ندوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ۔

یہ سورۃ مدنی ہے جنگ بدر میں غنائم کے سلسلہ میں تنازع
ہوا، تو یہ نازل ہوئی اس میں حصص کی تفصیل ہے نوجوان یہ
کہتے تھے کہ ہم غنیمت کے زیادہ حق دار ہیں شیوخ کو یہ
فضیلت تسلیم نہ تھی اللہ تعالیٰ نے یہ عقدہ حل فرمایا کہ یہ اللہ
اور اس کے رسول کے لئے ہے وہ جیسا چاہیں تقسیم کریں
تمہیں اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے خمس نکال کر نوجوانوں اور بوڑھوں میں مال برابر تقسیم
کر دیا۔[2]

اس سورۃ میں مال غنیمت کے علاوہ مسلمانوں کو طریقہ جنگ بھی تعلیم کیا گیا ہے
اور جہاد و قتال کی کی رغبت بھی دلائی ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

اور تم اے مسلمانو! یہاں تک قتل کرو کہ فتنہ باقی نہ رہے اور تمام دین
خدا کا ہو جائے اگر وہ باز آجائیں تو خدا ان کے کام کو دیکھتا ہے۔[3]

اس کے علاوہ جنگ میں ثابت قدم رہنے کا حکم بھی بیان ہوا ہے۔ اور قیدیوں کے
ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اس کی بھی وضاحت فرمائی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے۔

نبی کو لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی آئیں جب تک کہ زمین

---

[1] سورۃ الانفال:۱

[2] سراج البیان ۲/۴۲۰

[3] سورۃ الانفال:۳۹

پر (جہاد) اچھی طرح خونریزی نہ کرے۔ تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علمائے تفسیر نے لکھا ہے کہ

جنگ میں (۷۰) آدمی قید ہو کر آئے، جو نہایت مفسد اور شریر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ رحم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ متحد ہو گیا اور قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کر دیا گیا۔

سورۃ احزاب کے احکامات

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے مسائل بیان فرمائے ہیں۔ تاہم چند خاص احکامات درجہ ذیل ہیں۔

﴿۱﴾ متبنیٰ بیٹے کے حکم میں نہیں ہے۔
﴿۲﴾ ازواج النبی امہات المومنین ہیں
﴿۳﴾ اظہار کا مسئلہ
﴿۴﴾ خیار
﴿۵﴾ طلاق قبل وطی
﴿۶﴾ عدت کا جوڑا
﴿۷﴾ محرمات نکاح
﴿۸﴾ پردہ کے احکامات
﴿۹﴾ درود شریف کا وجوب

مولانا محمد حنیف ندوی علیہ اللہ فرماتے ہیں۔

اس سورۃ میں معاشرت، انسانی حیات کے مسائل سے بحث

ہے اور منافقین کے دون ہمتی اور بزدلی کو واضح کیا گیا ہے کیونکہ یہ لوگ جہاد سے جان چھڑاتے تھے اور یہ بتایا گیا ہے کہ امہات المومنین کا دوسری عورتوں میں کیا درجہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازدواجی حقوق کیا ہیں۔ فرمایا ہے کہ صرف اللہ کی خشیت دلوں میں ہونی چاہئے آپ کسی معاملہ میں یہ نہ دیکھیں کہ کفار و منافقین کے جذبات کیا ہیں آپ صرف یہ دیکھئے کہ اللہ کے ارشادات آپ کو کس طرف لے جاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ رکھئے اور اپنے تمام کاموں میں اسی کو کارساز اور چارہ ساز سمجھئے۔ [1]

اس کے علاوہ اس سورۃ میں یہ آیت بھی آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت و رسالت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ نبی نہیں، کذاب و دجال ہوگا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

(لوگو) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے۔ [2]

اس سورۃ میں یہ بھی آیا ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

[1] سراج البیان ۴۔۹۹۷

[2] سورۃ الحزاب:۴۰

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے
ایمان والوتم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی)
بھیجتے رہا کرو [1]

مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

اس آیت میں لفظ صلوٰۃ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے صلوٰۃ
کے معنی برکت کے ہیں یعنی خدا اپنی برکات رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر بھیجتا
ہے اور فرشتوں کے درود کے معنی یہ ہیں کہ وہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے
لئے رحمت اسلامی کی دعا کرتے ہیں اور مسلمانوں سے مطالبہ ہے کہ
وہ بھی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجیں۔ نیز لفظ صلوٰۃ کے معنی ہیں کہ
اللہ تعالیٰ دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید میں کوشاں ہے۔

فرشتے بھی یہی چاہتے ہیں اور تمہارا بھی فرض یہی ہے کہ قول و
عمل سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ۔
بہترین اور زیادہ اجر وثواب کا حامل وہ درود ہے جو ہم نمازوں میں
پڑھتے ہیں۔ [2]

حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس
میں عرض کیا۔

یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں (یعنی التحیات
میں ''اسلام علیك ایها النبی '' پڑھتے ہیں ہم درود کس طرح
پڑھیں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود ابراہیمی بیان فرمایا جو نماز میں

---

[1] سورۃ الحزاب:۵٦

[2] سراج البیان ۴/ ۱۰۱۸

پڑھا جاتا ہے۔ [1]

سورۃ الحشر کے احکامات

اس سورۃ کا نام سورۃ بنی نضیر بھی ہے کیونکہ اس سورۃ میں غزوہ بنی نضیر کا ذکر ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ

سورۃ انفال غزوہ بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور سورۃ الحشر غزوہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی (بخاری و مسلم) اور اس سورۃ میں یہ بتایا ہے کہ غزوہ بنی نضیر کے پاس مضبوط قلعے تھے اور جو ہر طرح میدان جنگ سے مسلح تھے، جب انہوں نے اسلام کی دشمنی میں ابوسفیان سے معاہدہ کیا اور پہلے عہد کو توڑا تو کیونکر اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کیا اور کس طرح ان سب کو ذلیل کیا اور کس طرح ان سب کو جلا وطنی پر مجبور کر دیا، اس کے بعد دوسرے مباحث کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے غلبہ اقتدار از قبیل مقدرات ہے۔ [2]

مدینہ منورہ میں یہود کے تین قبائل آباد تھے۔

﴿۱﴾ بنو نضیر

﴿۲﴾ بنو قریظہ

﴿۳﴾ بنو قینقاع

ہجرت مدینہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے معاہدہ بھی کیا لیکن یہ لوگ در پردہ سازشیں کرتے رہے اور کفار مکہ سے بھی مسلمانوں کے خلاف رابطہ رکھا۔ انہوں نے معاہدہ کا پاس نہ کیا اور عہد شکنی کے مرتکب ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے لشکر کشی

---

[1] صحیح بخاری، احسن البیان ۱۱۹۰

[2] سراج البیان ۵/ ۱۳۰۵

کی۔ یہ چند دنوں تک قلعوں میں محفوظ رہے بالآخر انہوں نے جان بخشی کی صورت میں جلا وطنی پر آمادگی کا اظہار کیا۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا، اسے اول الحشر (پہلی بار اجتماع) سے اس لئے تجویز کیا کہ یہ ان کی پہلی جلاوطنی تھی۔

بنی نضیر کا جب محاصرہ کیا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بنی نضیر کے کھجوروں کے درختوں کو آگ لگادی کچھ کاٹ ڈالے اور کچھ چھوڑ دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اقدام کی تصویب فرمائی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے یا تم نے ان کی جڑوں پر باقی رہنے دیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تھا اور اس لئے بھی کہ فاسقوں کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے۔

اس آیت کی تفسیر میں علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ

حالت جنگ میں دشمنوں کی قوت کو کم کرنے کے لئے اور ان کو نقصان پہنچانے کے لئے تخریبی کارروائی بقدر ضرورت جائز ہے۔

اس سورۃ میں دوسرا قانون دولت کے بارے میں بیان کیا ہے۔ آج کل لوگ اس کی وجہ سے نظام کمیونزم کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اسلام کونسی سرمایہ داری پسند کرتا ہے اور کونسی ناپسند

ملاحظہ فرمایئے

اسلام نے اموال وجائیداد میں شخصی ملکیت اور مالکانہ تصرف کا حق ایک محدود دائرہ میں تسلیم کیا ہے آمدنی اور دولت کے جس قدر ذرائع ہیں ان سب پر شخصی ملکیت کا قانون نافذ ہوجاتا ہے اسی شخصی ملکیت پر غربا کے مفاد کے لئے اسلام نے عشر، زکوٰۃ، خراج مقرر فرمائے ہیں اگر ملکیت کو کالعدم قرار دیا جاتا تو تقسیم اموال کی یہ قسمیں لغو ہوجاتی ہیں۔ اسی ملکیت پر حق جوار (شفعہ) ملتا ہے لیکن حق

ملکیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام ذخیرہ اندوزی، اور تجوریوں کی آبادکاری کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

بستیوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھ لگائے وہ اللہ کا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، اور قرابت والوں کا اور یتیموں، مسکینوں کا، اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش نہ کرتا رہ جائے اور تمہیں جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دے، لے لو۔ جس سے روکے، رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔[1]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام دولت کو صرف مالداروں کی تجوریوں میں بند رہنے کے حق میں نہیں ہے بلکہ وہ غریبوں کو ایک مقررہ مقدار میں حق دار مانتا ہے۔ اور وہ مقررہ مقدار ایسی ہے جس کو سرمایہ دار آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور وہ دولت کا چالیسواں حصہ ہے۔

مدنی سورتوں کا دورِ آخر

مدنی سورتوں کا دورِ آخر ٦ ہجری تا ١٠ ہجری ہے اور اس دور میں (١١) سورتیں نازل ہوئیں جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿١﴾ الممتحنه:

٦ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس میں بدری صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو جنگی راز ظاہر کرنے پر تنبیہ کی گئی ہے اور اس کے ساتھ مسلمان عورتوں اور ان کے ازواج

---

[1] سورۃ الحشر۔ ٧

کافروں میں مکمل تفریق کا حکم بھی بیان کیا گیا ہے اور مسلمان عورتوں کو اسلامی ہدایات بھی دی گئی ہیں۔

﴿۲﴾ النور:

یہ سورۃ ۵ ہجری یا ۶ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں احکام زنا، پردے کے احکام، لونڈی اور غلاموں کے احکامات، مومنین کی صفات اور منافقین کی ریشہ دوانیاں اور ان کی عادات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

﴿۳﴾ المنافقون:

یہ سورۃ ۵ ہجری یا ۶ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس میں منافقین کے عزائم پر آگاہی اور ان کی بداطواریاں اور ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اس کا بیان ہے۔

﴿۴﴾ المجادلہ:

۶ ہجری میں نازل ہوئی اس سورۃ میں احکامات ظہار، کافروں کی ریشہ دوانیوں پر تنبیہ، مسلمانوں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کی تعلیم، اور دنیا و آخرت کی زندگیوں کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿۵﴾ حجرات:

۹ ہجری میں نازل ہوئی اس سورۃ میں مسلمانوں کو معاشرتی آداب، خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تعلیم، اس کے علاوہ اگر مسلمانوں کی آپس میں کچھ ناگواری ہو جائے تو اس وقت کیا طرز عمل اختیار کیا جائے۔ علاوہ ازیں آپسی امتیازات ختم کرنے کی تلقین، برائیوں سے بچنے کی تلقین و تعلیم اور فاسقوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اس کا بیان ہے۔

﴿۶﴾ التحریم:

۷ ہجری یا ۸ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں حرام اور حلال کی حد بندی خدا

کی طرف سے ہے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں رسول کا مقام عظیم، مومنین کو تقویٰ والی زندگی اختیار کرنے کی ترغیب، کفار اور منافقین کے ساتھ شدت اختیار کرنے کی ہدایت، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام اور فرعون کی ازواج کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿۷﴾ الجمعہ:

۷ ہجری میں نازل ہوئی اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، یہودیوں کے حالات، اور نماز جمعہ کے بارے میں ہدایات کا بیان ہے۔

﴿۸﴾ الفتح:

۷ ہجری میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں صلح حدیبیہ پر فتح مبین کی خبر، نصرت الٰہی کے دووعدے، عہد پر قائم رہنے کی تلقین، مومنین کا انجام خوش اور کفار کا انجام بد، اس سورۃ کے موضوع ہیں۔

﴿۹﴾ المائدہ:

اس سورۃ کے زمانہ نزول میں علمائے تفسیر میں اختلاف ہے اور اس کا زمانہ نزول ۳ ہجری تا ۷ ہجری بتایا ہے اس سورۃ میں اسلامی معاشرت کے بیشتر مسائل، بنی اسرائیل اور کفار کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

﴿۱۰﴾ التوبہ:

۹ ہجری میں نازل ہوئی، اس سورۃ میں غزوہ تبوک کے حالات، منافقین اور بعض مومنین کے حالات بیان کئے گئے ہیں علاوہ ازیں اس سورۃ میں اسلامی معاشرت وشریعت کے متعدد مسائل کا بیان ہے۔

﴿۱۱﴾ النصر:

۱۰ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں مکمل کامیابی کے مناظر اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کی طرف اشارہ ہے۔

احکامات و تعلیمات

مدنی دور آخر کی (۱۱) سورتوں میں (۸) سورتوں (سورۃ الممتحنہ، نور، مجادلہ، حجرات، تحریم، فتح، مائدہ، اور توبہ) میں جو احکامات اور تعلیمات وغیرہ بیان ہوئے ہیں ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

سورۃ الممتحنہ کے احکامات

اس سورۃ کی شان نزول یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ طے کیا کہ میں دس ہزار قدسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں گا۔ تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ جو ایک بدری صحابی تھے انہوں نے ازراہ بشریت ایک مکتوب مکہ والوں کو لکھا اور مسلمانوں کے عزائم سے ان کو قبل از وقت آگاہ کر دینے کی نیت سے اس کو ایک عورت کے ہاتھ بھجوا دیا۔ ان کی غرض یہ تھی کہ اس طرح مکے والے میرے ممنون ہوں گے اور لڑائی کے وقت میرے اہل وعیال سے جو مکہ میں تھے تعرض نہیں کریں گے یہ ایک نوع کی کمزوری تھی حاطب سادگی کی وجہ سے اس کے خطرناک نتائج پر متنبہ نہیں ہو سکے ان کا خیال تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سچے رسول ہیں اس لئے شکست کی تو کوئی وجہ نہیں۔ البتہ میری اس حرکت سے اتنا ہوگا کہ میرے بچے محفوظ رہیں گے اور ان کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے اس بات کا علم ہو گیا اور یہ سازش ناکام رہی۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور بیان کیا گیا کہ مشرکین کے ساتھ اس قسم کے دوستانہ

تعلقات کس درجہ مضر اور ناموزوں ہے۔ [1]

اس سورۃ میں جن احکامات کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے چند ایک خاص یہ ہیں۔

﴿۱﴾ مہاجرہ عورتوں کا حکم اور ان کے ایمان کی جانچ

﴿۲﴾ ان عورتوں کے مہر کا معاملہ

﴿۳﴾ عورتوں کی بیعت کا مسئلہ

اس کے علاوہ اس سورۃ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کفاریں سے جو لوگ آپ سے جنگ نہیں کرتے ان سے دوستی رکھنے میں تم پر کوئی رکاوٹ نہیں اور جو لوگ تم سے جنگ کریں۔ ان سے دوستی رکھنا درست نہیں ہے۔

ارشاد ربانی ہے

> جو لوگ تم سے دین پر نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا، ان سے (میل ملاپ رکھنے سے) خدا تمہیں منع نہیں کرتا یعنی ان سے منع نہیں کرتا کہ تم ان سے نیکی کرو اور ان سے منصفانہ برتاؤ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ [2]
>
> اللہ تعالیٰ تمہیں ان کی دوستی سے منع کرتا ہے جو دین پر تم سے لڑے، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا، اور تمہارے نکالنے پر دوسروں کی مدد کی اور جو ایسوں سے دوستی رکھے وہی ظالم ہیں۔ [3]

سورۃ نور کے احکامات

علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ

---

[1] سراج البیان ۵۔ ۱۳۱۴

[2] سورۃ الممتحنہ:۸

[3] سورۃ الممتحنہ:۹

حضرت حارثہ بن حضرب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
نے ہمیں لکھا کہ سورۃ نساء احزاب اور سورۃ نور کو سیکھو۔

ان تینوں سورتوں میں اسلامی معاشرت کے اکثر و بیشتر مسائل بیان کئے گئے ہیں مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

سورۃ نور قرآن حکیم کی یہ پہلی سورۃ ہے جسے اس اہمیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، گو پورا قرآن مجید اللہ کی جانب سے ہے اور مسلمانوں کے لئے اس کا ماننا اور تسلیم کرنا لازم اور ضروری ہے نیز قرآن کی ہر سورۃ میں آیات بینات کا ذخیرہ ہے مگر اس سورۃ کو ان خصوصیات کے ساتھ مختص کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس میں تمدن اور کلچر کے مسائل مہمہ کو بیان کیا گیا ہے اور ان معاشرتی گتھیوں کو سلجھایا گیا ہے جن کی وجہ سے قومیں ترقی اور برتری کی منزلیں طے کرتی ہیں اور انہیں فراموش کر دینے کا نتیجہ لازماً ذلت اور ہلاکت ہوتا ہے۔ [1]

سورۃ نور میں جو احکامات بیان ہوئے ہیں ان کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

﴿۱﴾ حد زنا، سو کوڑے مارنا

﴿۲﴾ زانی اور زانیہ، مشرک اور مشرکہ کے نکاح کرنے کا حکم

﴿۳﴾ قذف اور حد قذف

﴿۴﴾ لعان کا حکم

﴿۵﴾ بلا تحقیق بات کہنے کا حکم

﴿۶﴾ قسم کا حکم (اشارۃ)

﴿۷﴾ محصنہ عورتوں کو تہمت لگانا

---

[1] سراج البیان ۳۔۸۳۶

﴿۸﴾ احکامات پردہ

﴿۹﴾ احکامات شرم وحیاء

﴿۱۰﴾ محرموں کا تذکرہ

﴿۱۱﴾ زنا اور اجرت زنا

﴿۱۲﴾ غلاموں اور باندیوں کا نکاح

﴿۱۳﴾ مکاتب بنانے کا حکم

﴿۱۴﴾ مساجد اللہ کا اکرام

﴿۱۵﴾ اوقات تنہائی کے احکام

﴿۱۶﴾ قریبی اقارب اور ان کے ساتھ معاشرت

﴿۱۷﴾ سلام کا طریقہ

﴿۱۸﴾ آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس سورۃ کے شروع میں ایک بہت ہی قبیح برائی کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ برائی زنا ہے، زنا کو ہمیشہ انسانی معاشرہ میں برا سمجھا گیا ہے اور شریف انسانوں نے ہمیشہ اس سے نفرت کی ہے اور یہ ایک ایسی قبیح برائی ہے کہ اسلام سے قبل مذاہب نے بھی اس کی مذمت کی ہے اور اس جرم کے مرتکب کے لئے سزا مقرر کی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں بھی اس قبیح برائی کو اچھا نہیں سمجھا تا تھا۔

یہود و نصاریٰ کی کتابوں تورات وانجیل میں بھی اس برائی کے مجرم کے لئے سزا کو بیان کیا گیا ہے۔

مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

تمام مذاہب نے زنا کو انسانیت کے لئے بڑی لعنت قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا وجود قوموں کے لئے اخلاقی تباہی کے مترادف ہے قرآن حکیم نے خصوصیت کے ساتھ اس مسئلے کی متعلقہ تفصیلات بیان کی ہیں اور اس کے ذرائع و وسائل تک کا استقصا و

استوا کیا ہے۔قرآن کی نگاہیں دوسری مذہبی کتابوں سے زیادہ عمیق ہیں، اس نے تمام انسانی کمزوریوں کو سامنے رکھ کر ایسے قوانین اور ضابطے مقرر فرمائے ہیں کہ ان کو ملحوظ رکھنے کے بعد زنا کا احتمال قطعاً پیدا نہیں ہوتا۔

اس آیت میں زنا کی حد شرعی سے بحث فرمائی ہے۔

ارشاد ہے کہ

زانی کو سو درے لگائے جائیں اور اس معاملہ میں سوسائٹی جذبات رحم ورافت سے بالکل متاثر نہ ہوں۔ یہ سو درے مجمع عام لگائے جائیں تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت و تذکیر حاصل ہو۔

زانی سے مراد یہاں وہ شخص ہے جو کنوارا زانی ہو، بیاہے ہوئے کے لئے اسلامی سزا رجم ہے۔

خوارج نے رجم کا انکار کیا ہے اور یہ سمجھا ہے کہ یہ سزا ہر دو قسم کے زانیوں کے لئے ہے۔ان کے دلائل یہ ہیں۔

﴿۱﴾ اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ میں کوئی تخصیص نہیں بلکہ عموم و استغراق مراد ہے

﴿۲﴾ اگر رجم کی سزا مقرر و متعین ہوتی تو اس کو قرآن حکیم میں موجود ہونا چاہئے تھا۔

﴿۳﴾ رجم کو ماننے کی شکل میں یہ لازم آئے گا کہ نص میں خبر واحد کی تخصیص کی جائے جو درست نہیں۔

بعض موجودہ زمانے کے روشن خیال مفسرین کے دلائل بھی تقریباً یہی ہیں

جوابات یہ ہیں۔

﴿۱﴾ قرآن حکیم نے یہاں بے شک صرف اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ کا ذکر فرمایا ہے مگر سخت تواتر اور اسلامی فیصلوں سے جو

کتب فقہ اور تاریخ میں مذکور ہیں یہ ثابت ہے کہ رجم اسلامی سزا ہے
کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ محض اس بنا پر کہ قرآن میں واضح الفاظ میں
رجم کا ذکر نہیں، ہم پوری اسلامی تاریخ کو جھٹلا دیں، صحابہ کرام کے
فیصلوں کو غلط قرار دیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو ٹھکرا دیں
اور علمی و عملی تواتر کا انکار کر دیں۔

﴿۲﴾ رجم کی سزا یقیناً قرآن میں موجود ہے مگر اس نہج پر نہیں
جس طرح خوارج یا اس زمانے کے مفسرین دیکھنا چاہتے ہیں، بلکہ
اشارہ اور بر سبیل استطراد قرآن میں رجم کی سزا موجود ہے۔ کیا ان کو
معلوم ہے کہ عہد رسالت میں اہل کتاب سے اس معاملہ میں بحث
ہوئی تھی۔ اور ان سے کہا گیا تھا کہ تورات لاؤ، اور پڑھو، اگر تم میں
صداقت ہے تو تسلیم کر لو گے کہ اس میں رجم کی سزا کا حکم موجود ہے۔
مگر انہوں نے آیات رجم کو چھپایا۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ
نے ان کی اس چالاکی کا پردہ فاش کر دیا۔ [1]

اسلام کے نزدیک شرک کے بعد انسانی شرافت پر بدنما دھبہ اگر کسی اخلاقی جرم کی وجہ سے ہے تو وہ زنا ہے۔

واقعہ افک

اس سورۃ میں واقعہ افک بھی بیان ہوا ہے اور یہ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ کو خود اس طرح بیان فرماتی ہیں

کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ایک غزوہ میں شریک ہوئی
یہ غزوہ بنی مصطلق سے قبل کا واقعہ ہے پھر ہم واپس آئے۔ مدینہ سے
کچھ دور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک منزل پر قیام کیا میں بھی محل سے نیچے

---

[1] سراج البیان ۳۔ ۸۳۷

اتری اور قضائے حاجت کے لئے جیش نبوی سے کچھ دور چلی گئی جب لوٹ کر محل تک پہنچی تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا ہار کہیں گر گیا ہے۔ تلاش کی غرض سے پھر واپس گئی اور ہار تلاش کرتی رہی۔ محل والوں نے سمجھا کہ میں محل میں موجود ہوں اس لئے کہ میرا بوجھ کچھ زیادہ نہ تھا۔ میں ان دنوں بالکل نوعمر اور ہلکے جسم کی تھی محل والوں نے محل ناقہ پر رکھا اور چلتے بنے میں جس وقت منزل پر پہنچی تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ اب میں نے سوچا اور خیال کیا کہ مدینہ پہنچ کر جب وہ معلوم کریں گے کہ محل میں میں موجود نہیں ہوں تو قافلہ والوں میں سے ضرور کوئی مجھے تلاش کرنے آئے گا۔ اس لئے وہیں پڑ کر سو گئی صفوان بن معطل نامی ایک شخص اس خدمت پر مامور تھا کہ قافلہ کے پیچھے پیچھے آئے اور گری پڑی چیزوں کا خیال رکھے۔ اس نے مجھے دیکھا کہ میں قافلہ سے پیچھے رہ گئی ہوں۔ اس نے مجھے پیچھے رہنے کا سبب پوچھا میں نے بتا دیا۔ اس نے کہا کہ آپ اونٹ پر سوار ہو جایئے یہ کہہ کر وہ خود پیچھے ہٹ گیا اور میں اونٹ پر سوار ہو گئی۔ اس حالت میں ہم مدینہ پہنچے لیکن یہاں جھوٹ اور بہتان کا ایک طوفان برپا تھا منافقین میرے اور صفوان کے متعلق عجیب عجیب ناپاک الزام پھیلا رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وجہ سے بہت زیادہ مغموم تھے میں ان حالات سے ناواقف تھی رات کے وقت ام مسطح رضی اللہ عنہا کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے باہر گئی، جب واپس آنے لگیں تو ام مسطح رضی اللہ عنہا کا پاؤں اس کی چادر میں الجھ گیا، اس نے کہا "تعس مسطح"، (یعنی مسطح ہلاک ہو) میں نے کہا کہ مسطح بدری صحابی ہے کیا اس کو گالی دیتی ہے اس نے تعجب سے کہا کہ تمہیں نہیں معلوم، تو اس نے مجھے حقیقت حال سے

آ گاہ کیا۔ اب مجھے بھی روحانی تکلیف محسوس ہوئی، میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے والدین کے گھر آ گئی۔ یہاں یہ عالم تھا کہ والد بھی میری وجہ سے بے چین تھے۔ والدہ بھی مضطرب تھیں اس لئے ہم تینوں مل کر خوب روئے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور نہایت اندوہ گین لہجہ میں فرمایا

عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے تیرے متعلق اس قسم کی باتیں سنی ہیں اگر تو صداقت شعار ہے تو اللہ ضرور تمہاری برأت کرے گا۔ اگر خدانخواستہ تجھ سے غلطی ہوگئی تو توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ توبہ کے بعد گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ میں نے جب یہ آخری کلمات سنے تو آنکھوں سے آنسو آنے لگے، والد سے کہا کہ آپ میری طرف سے جواب دیجئے، تو والد کہنے لگے میں کیا جواب دوں۔

والدہ سے کہا کہ آپ میری ترجمانی کیجئے۔ وہ بھی اول تو خاموش رہیں، پھر کہنے لگیں آخر کیا کہا جائے، میں نے ذرا جرات کی اور کہا کہ جو باتیں آپ نے سنی ہیں۔ وہ غالباً آپ کے دل میں مرتسم ہو چکی ہیں اور آپ شاید مان چکے ہیں اب اگر میں تردید بھی کروں، تو آپ کب مانیں گے، میری حالت تو اس وقت ابو یوسف علیہ السلام یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح ہے۔

اس لئے میں اُن کے الفاظ میں کہتی ہوں

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾

اللہ کی عنایت ونوازش دیکھئے کہ اسی مجلس اور اسی نشست میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اٹھارہ آیتیں نازل ہوئیں۔ جن میں میری برأت کی

گئی منافقین کو ڈانٹا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت کی آیتیں نازل فرمائی ہیں۔

میں نے کہا، اللہ کی حمد و ستائش اور اس کا ہزار ہزار شکر ہے۔ آپ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو مجھے مجرم ہی سمجھ چکے تھے۔

والدہ نے کہا، بیٹی اٹھو، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکریہ ادا کرو میں نے کہا۔

میں تو ہرگز نہیں اٹھوں گی، میں تو اپنے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کروں گی جس نے میری برأت فرمائی ہے اور ان تمام الزامات سے پاک اور بری کیا ہے۔ [1]

سورۃ مجادلہ کے احکامات

اسلام سے پہلے طلاق کی ایک صورت یہ تھی کہ خاوند اپنی بیوی سے کہتا کہ

انت علی کظھر امی

یعنی اب تو میرے لئے اور میری ماں کی حیثیت میں ہے۔

اور بر بنائے رواج پھر وہ عورت دائمی طور پر مفارقت اختیار کر لیتی اس کو اصطلاح میں ظہار کہتے تھے۔

عرب میں عرصہ دراز تک یہ قانون رائج رہا اور اس کی وجہ سے بے گناہ عورتوں کی زندگیاں برباد ہوتی رہیں۔

ظہار کے احکام کے علاوہ اس سورۃ میں ایسے پاکیزہ معاشرہ اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے کہ روئے زمین پر اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس سورۃ میں جو احکامات دیئے گئے ہیں ان کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

﴿۱﴾ سرگوشیوں میں دیانتداری کو ملحوظ رکھنا چاہئے اور جاننا چاہئے کہ اللہ

---

[1] سراج البیان ۳ر۸۴۰

تعالیٰ ہر حال میں ساتھ ہے۔

﴿۲﴾ کوئی پوشیدہ مشورہ یا سرگوشی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کے بارے میں نہ ہونا چاہئے۔

﴿۳﴾ جب مجلسوں کے لئے کہا جائے کہ کشادگی پیدا کرو تو کشادگی اختیار کرو جب اٹھنے کو کہا جائے تو اٹھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان کشادگی پیدا کردے گا۔

﴿۴﴾ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہل علم کے مراتب بلند ہیں۔

سورۃ حجرات کے احکامات

اس سورۃ میں ان آداب اور مواہد دینیہ کا ذکر ہے جو مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے ضروری ہیں اور جن پر عمل پیرا ہونا گویا دین اور دنیا کی سعادتوں سے بہرہ مندی حاصل کرنا ہے۔

احکامات کی تفصیل یہ ہے

﴿۱﴾ نبی کی آواز پر آواز بلند نہ کی جائے اس کے معنی میں تفضیل ہے، علما اور بزرگوں کے ساتھ گستاخانہ لب ولہجہ اسی زمرہ میں آتا ہے۔

﴿۲﴾ نبی کے ساتھ ادب کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

﴿۳﴾ مومنین میں اگر آپس میں کوئی تنازع ہو تو صلح کرا دینی چاہئے۔

﴿۴﴾ فاسق کی خبر پر بلا تحقیق اعتماد نہ کیا جائے۔

﴿۵﴾ عورت یا مردوں میں سے کوئی کسی کا مذاق نہ اڑائے اور نہ طعن کرے اور ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کرے۔

﴿۶﴾ گمان بازی سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بعض دفعہ گمان گناہ ہوتے ہیں۔

﴿۷﴾ کسی کا تجسس نہ کرو اور کسی کی غیبت نہ کرو۔ غیبت کرنا مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔

﴿۸﴾ ذات برادریوں کی تقسیم معیار شرافت نہیں بلکہ یہ تعارف کا ذریعہ ہیں۔

معیار شرافت تقویٰ ہے۔

﴿۹﴾ اعراب کون ہیں

سورۃ تحریم کے احکامات

اس سورۃ میں دو مشہور واقعات کی طرف اشارہ ہے جو اس سورۃ کے نازل ہونے کا باعث ہوا۔ ایک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام طور پر ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں توقف فرماتے اور شہد کھاتے تھے، یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سوکن ہونے کی وجہ سے ناگوار محسوس ہوئی۔ اس لئے طے پایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہد نوش فرما کر تشریف لائیں تو اس وقت ان سے کہا جائے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے (ایک قسم کی بدبودار گوند ہے) اور چونکہ بو سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طبعی نفرت تھی اس لئے اس تدبیر سے آپ حضرت زینب کے ہاں شہد کھانا اور چندے قیام فرمانا چھوڑ دیں گے چنانچہ باری باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا تو آپ نے عہد کیا کہ میں آئندہ شہد استعمال نہیں کرونگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے متنبہ ہوا کہ محض امہات المومنین کو خوش کرنے کے لئے آپ کو استحقاق نہیں ہے کہ اللہ کی حلال و طیب نعمتوں کو اپنے اوپر عملاً حرام ٹھہرائیں اور یہ عہد کرلیں کہ آئندہ ان چیزوں سے استفادہ نہیں کیا جائے گا۔

دوسرا واقعہ ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اسرار کی اطلاع دی اور کہہ دیا کہ یہ باتیں ظاہر نہ ہونے پائیں۔ انہوں نے بر بنائے بے تکلفی ان اسرار کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچا دیا اور یہ سمجھا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوگیا کہ وہ بات جو میں نے کہی تھی اور جس کے اخفا کی تاکید کی تھی ظاہر ہوگئی ہے تو آپ نے باتوں باتوں میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بتا دیا کہ دیکھو کہ آخر تم راز کو اپنے سینے میں نہ رکھ سکیں۔

انہوں نے پوچھا آپ سے کس نے کہا آپ نے فرمایا۔ اس لئے اس کی ٹٹول

فضول اور بے کار ہے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بات بہت اہم تھی اور اس قابل تھی کہ اس کو وقت مقررہ سے پہلے افشانہ کیا جائے۔ وہ لوگ جن کو مسئلہ خلافت سے دلچسپی ہے ان کی رائے ہے کہ یہ راز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متعلق تھا۔ واللہ اعلم۔ [1]

اس سورۃ کے احکامات یہ ہیں۔

(۱) جو چیز اللہ نے حلال قرار دی ہے اس کو اپنے اوپر حرام نہیں کرنا چاہئے۔

(۲) کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم

مولانا امین احسن اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

> نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ایسے فعل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے احتساب جو ہوا جو کمزوروں پر رافت اور بیویوں کی دلداری کی وجہ سے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر گرفت فرمائی کہ اللہ کا رسول تمام امت کے لئے نمونہ ہے اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ معاملے میں کوئی ایسی بات کرے۔ جو اللہ کی حدود کے خلاف ہو اگرچہ اس کا محرک نیک ہی ہو۔

اسی طرح ازواج نبی (رضی اللہ عنہن) کی ایک بات پر گرفت فرمائی۔ جو ہر چند صادر ہوئی اور باہمی حسن ظن و باہمی اعتماد کی بنا پر لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی احتساب فرمایا۔ کہ ازواج نبی (رضی اللہ عنہن) تمام امت کی خواتین کے لئے نمونہ ہیں دوسروں کی نسبت وہ اس بات کی زیادہ ذمہ دار ہیں کہ ان سے کوئی ایسی بات صادر نہ ہو جو شریعت کی حدود سے ہٹی ہوئی ہو۔ اگرچہ اس اس کا سبب باہمی اعتماد و حسن ظن ہی ہو۔ ساتھ ہی یہ تنبیہ کہ اللہ کے ہاں مسئولیت درجہ و مرتبہ کے اعتبار سے ہے جن کے جتنے درجے اونچے ہیں ان کی مسئولیت اتنی ہی زیادہ ہے۔ [2]

---

[1] سراج البیان ۵/ ۱۳۴۰

[2] تدبر قرآن ۷/ ۴۵۱۔۴۵۲

سورۃ فتح کے احکامات

یہ سورۃ صلح حدیبیہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اور اس میں فتح مکہ کی کھلے لفظوں میں پیش گوئی کی گئی ہے، اس میں بتلایا گیا ہے کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ حدیبیہ کے مقام پر جو معاہدہ حدیبیہ کیا گیا ہے وہ شکست اور ہزیمت پر ہوگا۔ یہ تمہید ہے کامیابی کی اور پیش خیمہ ہے اس کے بعد غفران دین کی بشارت ہے اور اتمام نعمت کی خوشخبری ہے اور اس حقیقت کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سعادت اور برکت کی راہوں پر گامزن ہونے کی برابر توفیق رحمت فرماتا رہے گا، اور کسی حالت میں بھی نصرت و اعانت سے دریغ نہیں کرے گا۔ صلح حدیبیہ کے علاوہ اس سورۃ میں جو دوسرے واقعات و احکامات بیان ہوئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

﴿۱﴾ عہد کا حکم

﴿۲﴾ بیعت اور اس کی مشروعیت

﴿۳﴾ معذور لوگوں کے لئے شرعی احکام میں ان کے اعتبار سے رخصت۔

﴿۴﴾ افعال عمرہ اور افعال حج کے بعد احرام سے باہر آ کر سر منڈایا جائے یا بال کٹوائے جائیں۔

﴿۵﴾ فتح خیبر کی خوشخبری

اس سورۃ کے آخر میں صحابہ کرام کی تفسیر کا نقشہ بھی کھینچا گیا ہے۔

مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

سورۃ فتح کہ آیت (۲۹) میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدا کردہ جماعت کی تصویر کھینچی ہے کہ وہ پاک باز نفوس اخلاق کے کن مقامات پر فائز تھے اور ان میں کیا خصوصیات تھیں جن کی وجہ سے یہ لوگ ایک صدی میں معمورہ ارض پر چھا گئے اور سارے عالم کے لئے اسوۂ رشد و ہدایت قرار پائے، فرمایا ان لوگوں کے خصائص

یہ ہیں یہ لوگ کفر سے سخت متنفر ہیں ان کی طبیعتوں میں اس کے متعلق قطعاً گداز اور نرمی نہیں، خدا کے مخالفین کے ساتھ ان کے تعلقات سخت کشیدہ ہیں اور یہ ان کے لئے برق خاطف اور مرگ مفاجات کی مانند مہلک ہیں، البتہ ایمان سے ان کو محبت ہے اور مسلمانوں کے بے حد شفیق اور مہربان ہیں، زہد کا یہ عالم ہے کہ تم ان کو خدا کے سامنے ہمیشہ عبودیت اور تذلل کا اظہار کرتا ہوا پاؤ گے ان کے چہروں پر سجدوں کے صاف اور نمایاں نشان ہیں۔ تورات اور انجیل میں ان کا یہی حلیہ مذکور ہے کہ یہ لوگ شاداب اور شگفتہ کھیت کی طرح ہیں جن کو کسان دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور مخالف جلتے ہیں اور جس جماعت میں اس طرح کی خوبیاں ہیں اور جو ان محامد کی حامل ہوں، اس کی کامیابیوں کے لئے تو ساری زمین کی وسعتیں بھی کم ہیں یہ لوگ کتنے متبرک اور کس قدر قدسی نفوس تھے کہ پیغمبر کی محبت سے دن رات کسب انوار کرتے تھے اور اخلاق و روحانیت کے اعلیٰ ترین مرتبوں پر متمکن تھے ان کی وجہ سے دنیا میں اسلام پھیلا اور ان کی وساطت سے تمام برکات ہم تک پہنچیں۔ [1]

سورۃ المائدہ کے احکامات

یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی اور یہ سورۃ بہت سے عظیم المرتبت مسائل پر حاوی ہے مائدہ کے معنی خوان نعمت کے ہیں بنی اسرائیل نے کہا تھا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً۔ اس لئے اس سورۃ کا نام مائدہ ہوا، یعنی یہ سورۃ اہل کتاب کی دینوی ذہنیت کی آئینہ دار ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح ان لوگوں نے ہمیشہ دنیا کو دین پر ترجیح دی ہے اور کیونکر ان کی تمام تگ و دو کام و دہن کی تواضع تک محدود رہی ہے۔

---

[1] سراج البیان ۵/ ۱۲۳۰

سورۃ مائدہ میں جو احکامات بیان ہوئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

﴿۱﴾ تمام قسم کے عقود اور معاملات پورا کرنا

﴿۲﴾ حالتِ احرام اور حرم کے شکار کی حرمت

﴿۳﴾ شعائر اللہ کی حرمت

﴿۴﴾ ہدی کے جانور اور حاجیوں کا اکرام

﴿۵﴾ شکار کی اباحت

﴿۶﴾ نیکی میں تعاون کرنے اور برائی سے علیحدہ رہنے کا حکم، حرام کھانے یعنی میتہ، دم، خنزیر، غیر اللہ کے نام مذبوح، گلا گھونٹ کر مارا ہوا، متردیہ، نطیحہ، درندوں کا کھایا ہوا، وغیرہ کی حرمت، اور ذبح شدہ جانور کی حلت۔

﴿۷﴾ جوئے بازی کی حرمت

﴿۸﴾ حالت اضطرار میں رخصت

﴿۹﴾ شکاری جانور جو تربیت یافتہ ہوں، ان کے شکار کی حلت

﴿۱۰﴾ اہل کتاب کا ذبیحہ

﴿۱۱﴾ اہل کتاب عورتوں سے نکاح کی حلت

﴿۱۲﴾ نماز کے لئے وضو کی شرط

﴿۱۳﴾ پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کی اجازت

﴿۱۴﴾ اعتدال اور عدل کی تعلیم

﴿۱۵﴾ قتل نفس کی حرمت

﴿۱۶﴾ لٹیروں اور قطاع طریق کی سزا۔

﴿۱۷﴾ وسیلہ کی اجازت

﴿۱۸﴾ چور کی سزا

﴿۱۹﴾ حرام مال کھانے کی حرمت

﴿۲۰﴾ قصاص کا حکم

﴿۲۱﴾ یہود و انصاریٰ سے دوستی کی حرمت

﴿۲۲﴾ دینی امور کو کھیل کود بنانے کی مذمت

﴿۲۳﴾ طیبات کی حرام قرار دینے کی مذمت

﴿۲۴﴾ یمین (قسم) کا حکم اور اس کے احکام

﴿۲۵﴾ کفارہ یمین

﴿۲۶﴾ شراب جوئے وغیرہ کی مذمت

﴿۲۷﴾ قتل عمد حرم کی حرمت اور اس کی سزا۔

﴿۲۸﴾ سمندری شکار (مچھلی) کی حلت

﴿۲۹﴾ بیت الحرام، ہدی، قلائد کا اکرام و آداب

﴿۳۰﴾ زمانہ جاہلیت کے موسومہ جانوروں کی حرمت

﴿۳۱﴾ ادائیگی شہادت کا طریقہ

﴿۳۲﴾ ارتداد کا حکم

اسلامی شریعت کے یہ وہ احکامات ہیں جو صرف عبادت ہی نہیں قانون فوجداری، قانون شہادت، میں دنیا کی عدالتوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور انسانوں کو شریف انسان بنانے کی اسپرٹ ان میں موجود ہے۔

سورۃ توبہ کے احکامات

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ

اس سورۃ کا پہلا حصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حج پر جانے کے موقعہ پر نازل ہوا اور آپ ذی قعدہ ۹ ہجری میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے اور دوسرا حصہ غزوہ تبوک کو جاتے ہوئے اور اس سے واپسی پر نازل ہوا۔

اس سورۃ میں توبہ کا ذکر ہے اس لئے اس کا نام توبہ رکھا گیا ہے۔
اس سورۃ میں منافقین کو ذلیل کیا گیا ہے اور مشرکین کے حالات پر پوری بحث کی گئی ہے۔

اس کے سرِ عنوان بسم اللہ درج نہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ عرب جب نقض عہد کے لئے اعلان کرتے تو اس میں بسم اللہ نہیں ہوتی تھی۔ قرآن نے بھی اس مذاق کی روایت رکھی ہے اور اس میں بسم اللہ نہیں پڑھی ہے۔[1]

اس سورۃ کے چند احکامات یہ ہیں۔

﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ مشرکین سے بری ہے۔
﴿۲﴾ مشرکین نجس ہیں اور قیامت تک مسجد حرام میں داخل نہیں ہوں گے۔
﴿۳﴾ مساجد اللہ کی آبادکاری مومنین کی ذمہ داری ہے۔
﴿۴﴾ نسی کفر اور حرام ہے۔
﴿۵﴾ مصارف زکوٰۃ۔
﴿۶﴾ مسجد ضرار کا حکم۔
﴿۷﴾ مسلمانوں کے مال میں سے صدقہ لینا۔
﴿۸﴾ مسلمانوں کو دعا دینا اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا۔
﴿۹﴾ فقہ فی الدین لکھنے کی ترغیب۔
﴿۱۰﴾ مشرکین اور یہود و نصاریٰ سے اس وقت تک جہاد کیا جائے یا تو اسلام قبول کرلیں یا جزیہ ادا کریں۔
﴿۱۱﴾ زکوٰۃ سے منع کرنے پر وعید۔

قریش مکہ مسلمانوں کو فخریہ کہا کرتے تھے کہ ہم تم سے اچھے ہیں، ہم بیت اللہ کے خادم ہیں حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں ان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور بیت اللہ کی آبادی کا

[1] سراج البیان ۲ر۴۴۵

خیال رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی۔

خدا کی مسجد میں فقط وہ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخری دن
پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور
اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے پس توقع ہے کہ یہی ہدایت
یافتہ ہیں۔[1]

اس آیت کی تفسیر میں مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے ان کے مفاخر کا جواب دیا ہے کہ جب تک ایمان
نہ ہو یہ فضائل قبول نہیں جب تم بنائے کعبہ کے مقصد سے ہی ناآشنا
ہو تو تمہیں کیا فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔

افضل وہ ہیں جو ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہیں جن کے دلوں
میں ایمانی جوش و حرارت ہے، جو اس کے نام پر دشمنوں سے لڑ سکتے
ہیں وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی خدمات پر خوش ہیں اور روح دین سے
بیگانہ ہیں۔[2]

اس سورۃ مین غزوہ حنین کا بھی زکر کیا گیا ہے۔ آیت (۲۵) میں فرمایا!

بہت جگہوں میں خدا تم کو مدد دے چکا ہے اور جنگ حنین کے دن
جب تم اپنی کثرت پر اتراتے تھے اور وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ
آتی تھی اور زمین باوجود اپنی فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی تھی پھر تم پشت
دکھا کر بھاگے تھے۔

۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ہوازن وثقیف کے قبیلوں نے جنگ کی طرح ڈال
دی، ان کا خیال تھا کہ ہم نے مسلمانوں کو شکست دے دی تو مکہ والوں کی تمام جائیداد جو طائف

---

[1] سورۃ التوبہ:۱۸
[2] سراج البیان ۲/۴۵۱

میں ہے وہ ہماری ہو جائے گی اور ہم مسلمانوں سے بت شکنی کا انتقام بھی لے سکیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقابلہ کے لئے نکلے، تو ایک جم غفیر ساتھ ہو گیا جس کی تعداد تقریباً بارہ ہزار تھی اس لئے مسلمان مغرور تھے اور نہایت بے پروائی سے لڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شکست کھائی، اور بھاگ نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑ کی طرح کھڑے رہے اور آپ نے للکار للکار کر کہا۔

انا النبی لا کذب

انا ابن عبد المطلب

آپ کے استقلال کو دیکھ کر اور دعوت کو سن کر مسلمان پھر جمع ہو گئے اللہ نے ان کی گھبراہٹ دور کی اور فرشتے تسلی کے لئے نازل ہوئے اور بالآخر مسلمانوں کو عظیم کامیابی ہوئی۔

الزالزال

اس سورۃ کے مکی اور مدنی ہونے میں علمائے تفسیر میں اختلاف ہے تاہم زیادہ علمائے کرام اس سورۃ کے مدنی ہونے کے قائل ہیں۔

اس سورۃ کا موضوع ہے موت کے بعد دوسری زندگی اور اس میں ان سب اعمال کا پورا کچا چٹھا انسان کے سامنے آجانا ہو جو اس نے دنیا میں کئے تھے۔

موذتین (الفلق، الناس)

ان دونوں سورتوں کے مکی اور مدنی ہونے میں علمائے تفسیر میں شدید اختلاف ہے مولانا سید مودودی نے تفہیم القرآن میں بڑی طویل بحث کی ہے۔

الفلق

یہ سورۃ استعاذہ ہے اس میں مردِ مسلم کو بتایا گیا ہے کہ اس کو ہر شر اور فتنہ کی بات سے احتراز کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے نیک توفیق مانگنا چاہئے کہ وہ اس کو جسم اور روح کی ہر آزمائش سے بچائے اور اپنی آغوش پناہ میں لے لے۔

الناس

یہ سورۃ بھی استعاذہ ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ سب سے بڑا فتنہ اور سب سے بڑی آزمائش یہ ہے کہ ایک مردمومن شیطان کے دھوکے میں نہ آئے اور اس کے وسوسہ سے متاثر ہوکر بے دین نہ ہوجائے اس لئے اس سے بچنا اور احتراز کرنا ازبس ضروری اور لازم ہے۔

(ماہنامہ شہادت اسلام آباد فروری تا جولائی، نومبر ۱۹۹۹)

باب دوم

قرآن مجید کی عظمت وفضیلت

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فلاح واصلاح کے لئے انبیائے کرام مبعوث فرمائے اور اس کے ساتھ کتابیں نازل فرمائیں۔قرآن مجید میں چار کتابوں کا ذکر ہے تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور قرآن مجید حضرت امام الانبیاء خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئیں۔پہلی تین کتابیں اپنی اصلی حالت میں نہیں ملتیں۔اس لئے ان کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ نہیں لی تھی۔مگر قرآن مجید جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔بقیہ اسی صورت میں ۱۴ سو سال سے لوگوں کے سینوں میں محفوظ چلا آرہا ہے اس کے ہر لفظ اور نقطے کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ ۝٩

ہم نے یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔[1]

علمائے اسلام نے کئی ایک لحاظ سے قرآن کی حفاظت کی ہے اس کے رکوعات کی تعداد، الفاظ کی تعداد حروف اور نقطوں کی تعداد، یہاں تک کہ زبر، زیر اور پیش تک شمار کر دیئے ہیں۔علامہ جلال الدین سیوطی کی تحقیق کے مطابق اس کے رکوعوں کی تعداد (۵۴۰)، سورتوں کی تعداد (۱۱۴) اور قرآن مجید (۲۳) سال میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں نازل ہوا جن میں (۸۷) سورتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔

قرآن مجید سرچشمہ ہدایت ہی نہیں خزینہ حکمت بھی ہے۔اس کے فضائل بے

---

[1] سورۃ الحجر:۹

حساب اور اس کی برکتیں لامتناہی ہیں اور اس کا موضوع ہدایت ہے۔

جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ تو گمراہ ہوگا اور نہ اس کے نصیب برے ہوں گے۔ [۱]

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس مقدس کتاب کو مکمل کتاب کا لقب دیا ہے اور اس کے بارے میں فرمایا ہے۔

یہ ایسی کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔ [۲]

عالمگیر دعوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے انبیائے کرام مبعوث ہوئے ان کی دعوت ایک محدود اور خاص قوم کے لئے تھی اسی طرح جو آسمانی کتابیں نازل ہوئیں ان کی بھی یہی کیفیت تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت علم کے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں تمام قوموں کے لئے تا قیامت یکساں ہے اور اسی طرح قرآن مجید کی دعوت بھی ایک عالمگیر دعوت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ہم نے آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ [۳]

قرآن کی تعلیمات

قرآن مجید نے جو تعلیمات دی ہیں ان میں اس نے ایک طرف تو شرک کی پرزور مذمت کی اور خدا نے واحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا۔ تو ہم پرستی اور بت پرستی کا پردہ چاک کیا۔ اور لوگوں کی اس بات کی طرف توجہ مبذول کی کہ ایک خدا کی عبادت کی جائے وہی ہر چیز کا مالک اور خالق ہے اور اس کے ساتھ قرآن مجید نے سیاست کے تمام

---

[۱] سورۃ طٰہٰ۔ ۱۲۳

[۲] سورۃ بقرہ۔ ۲

[۳] ...ۃ ... ۲۸۰۱

گوشوں، تمدن کے تمام ابواب، معاشرت اور اطاعت الٰہی کے تمام اصول تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ قرآن مجید نے شرک کو قتل سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا اور اس کے ساتھ اس کی بھی نشاندہی کی کہ سب سے بڑا جرم اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دینا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید نے اخلاق کو اپنانے کی طرف بھی نشاندہی کی ہے۔ اس نے سود کو حرام قرار دیا اور اس کے حرام ہونے سے غریب لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔ اس نے عورتوں پر سے زمانہ جہالت کی سختی اور ناروا سلوک کا بھی خاتمہ کیا۔ اس نے طلاق اور خلع کی حدود متعین کر کے عورتوں کو ان کے جائز حقوق دلوائے۔ عورتوں کو جائیداد میں حصہ دلوایا۔ اس نے اکل حلال کو لازم قرار دیا۔ قرضدار کے لیے سہولتیں بہم پہنچائیں جہان داری اور جہاں بانی کے اصول سکھائے، محکوم قوموں کے ساتھ انصاف کے سلوک کی تاکید کی۔ یتیموں، بیکسوں سے محبت و الفت کرنے کا حکم دیا۔ ہمسایوں کے حقوق کی وضاحت کی۔ غیبت، جھوٹ، گالی گلوچ بہتان طرازی کو ممنوع قرار دیا۔ ایفائے عہد امانتوں کی ادائیگی کا حکم دیا۔ والدین کے حقوق اور ان کے ادب و احترام کی وضاحت کی اس لئے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر موڑ پر قرآن کی تعلیمات کو اپنے پیش نظر رکھے اور اس نے جو ضابطہ حیات وضع فرمایا ہے۔ اس کی پابندی کرے اور جو شخص قرآنی تعلیمات کی پابندی کرے گا اس کا دنیا اور آخرت میں بھلا ہوگا۔

قرآن مجید کے فضائل

قرآن مجید کے بہت سے فضائل ہیں۔ قرآن مجید میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث میں کثرت سے اس کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔

> اے لوگوں! یقیناً تمہارے پاس رب کی طرف سے ایک خاص پیغام نصیحت آ گیا ہے اس میں تمام بیماروں کے لیے شفا اور عافیت کا سامان موجود ہے ہدایت اور رحمت ہے مومنوں کے لیے۔ [1]

---

[1] سورۃ یونس: ۵۷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سی قوموں کو عزت و سربلندی عطا کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو (جو اس پر عمل نہیں کرتے ہیں) ذلیل وخوار کرتا ہے۔ [1]

قرآن کریم باعث برکت ہے، باعث سکینت ہے، باعث رشک ہے اس کی برکت سے دلوں کا زنگ اترتا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا۔

بے شک لوگوں کے دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے جب اس پر پانی پڑ جائے، صحابہ کرام نے دریافت کیا دلوں کو زنگ سے صاف کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ [2]

قرآ مجید کی تلاوت کا اجر وثواب

قرآن مجید کی تلاوت کا بڑا اجر وثواب ہے اس کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ [3]

اور اس کی تلاوت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے افضل عبادت قرار دیا ہے۔ [4]

اور اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو اس لیے قیامت کے دن اپنے

---

[1] صحیح مسلم باب فضائل القرآن

[2] مشکوۃ المصابیح

[3] ترمذی

[4] کنز [illegible] ب

تلاوت کرنے والے کی سفارش کرے گا۔ [1]

قرآن مجید اگر غور خوض اور تدبر سے پڑھا جائے تو اس کے مطالب خود بخود واضح ہو جاتے ہیں اور اس کے معانی و مطالب کو ذہن نشین کرایا جائے تو چشم بصیرت وا ہوتی چلی جائے گی اور جو اس کے احکام پر عمل پیرا ہوگا دنیا میں گمراہ نہ ہوگا اور آخرت میں نجات پائے گا۔

آنحضرت نے حافظ قرآن کی عزت و احترام کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حافظ قرآن کی عزت کرو جو اس کی عزت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عزت کرتا ہے۔ [2]

قرآن مجید کی تلاوت کے آداب کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے اس کو صرف وہی شخص ہاتھ لگا سکتا ہے جو پاک ہو اس کی تلاوت باوضو ہو کر کرنی چاہیے اور آہستہ آہستہ ترتیل کے ساتھ اس کی تلاوت کرنی چاہیے۔

قرآن کی تاثیر

قرآن ایک شاہکار ہے جس کی مثال بھی نہیں دی جاسکتی اور اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ زندہ جاوید معجزہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ جو لوگ عربی زبان پر مکمل عبور رکھتے ہیں وہ اس کی صوتی خوبیوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اس کی پر کیف تاثیر کے بہت سے واقعات احادیث کی کتابوں میں ملتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قبل از اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس شخص کے دشمن تھے جو اسلام قبول کرتا تھا۔ مگر قرآن مجید کی آیات سن کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے علامہ اقبال نے درج ذیل اشعار میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم

[2] کنز العمال

زشام ما بروں آور سحر را
بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را
تو می دانی کہ سوزِ قراۃ تو
دگرگوں کرد تقدیرِ عمر را

ارمغان حجاز

مکہ کے روسائے قریش میں عتبہ، ابوجہل، ابوسفیان اور ولید بن مغیرہ قرآن مجید کی آیات سن کر مسحور ہو جاتے تھے۔ ولید بن مغیرہ جس کا شمار قریش کے روسا میں ہوتا تھا بہت بڑا زبان دان تھا ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن مجید سن کر بے ساختہ پکار اٹھا۔

خدا کی قسم اس میں کچھ اور ہی شیرینی اور تازگی ہے اس کے نخل کی شاخوں میں پھل ہیں اور اس کا تنا بھاری ہے یہ ہرگز کسی انسان کا کلام نہیں، خدا کی قسم محمد ﷺ کے کلام میں ایک عجیب حلاوت اور شیرینی ہے اس نخل کی جڑ نہایت تروتازہ اور اس کی شاخیں ثمر دار ہیں۔ [1]

علامہ ابن عبدالبر قرطبی نے اپنی کتاب ''الاستیعاب'' میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ قبیلہ غفار کے شاعر انیس جب مکہ معظمہ آئے تو آنحضرت ﷺ سے چند آیات قرآنی سن کر واپس اپنے وطن گئے تو اپنے بھائی سے اور دوسرے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔

لوگو! آپ ﷺ کو شاعر اور جادوگر اور کاہن کہتے ہو میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے لیکن یہ کاہنوں کا کلام نہیں ہے۔ میں نے آپ کے کلام کو شعر کی اقسام پر پرکھا ہے، اور میں سمجھ گیا کہ شعر نہیں ہے خدا کی قسم حضرت محمد ﷺ سچے رسول ہیں اور لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔

قرآن مجید کا اعجاز

قرآن مجید کا انداز بیان بہت نمایاں ہے ایک چھوٹے سے چھوٹے جملے یا ایک دو

[1] سیرت ابن ہشام

لفظوں میں اپنا مطلب بیان کر دیتا ہے قرآن مجید نے اپنی فصاحت و بلاغت کے سلسلے میں پوری دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ تم اس کے مقابلے میں ایک سورۃ لا سکتے ہو تو لے آؤ جیسا کہ فرمایا کہ

ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو اس جیسی ایک ہی سورۃ بنا لاؤ۔ [1]

اور اس کے بعد قرآن مجید نے پوری دنیا کو چیلنج کیا کہ تم اس میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیں کہ اگر تمام جن و انس جمع ہو کر بھی قرآن مجید کی مثل لانا چاہیں تو نہیں لا سکیں گے۔ خواہ وہ ایک دوسرے کے معاون ہی کیوں نہ ہوں۔ [2]

قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے جس نے نوع انسانی کے افکار، اخلاق، تہذیب و تمدن اور طرز زندگی پر اتنی وسعت، اتنی گہرائی اور اتنی ہمہ گیری کے ساتھ اثر ڈالا ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی پہلے اس کی تاثیر نے ایک قوم کو بدلا پھر اس قوم نے اٹھ کر دنیا کے ایک بڑے حصے کو بدل ڈالا کوئی دوسری کتاب ایسی نہیں۔ ہے جو اس قدر انقلاب انگیز ثابت ہوئی ہو۔

(روزنامہ امروز لاہور۔ ۱۴ مئی ۱۹۸۷)

عبدالرشید عراقی ۲۷ / ۴ / ۲۰۱۴

❁❁❁❁❁

---

[1] سورۃ البقرہ: ۲۳

[2] سورۃ بنی اسرائیل: ۸۸